

بِالْوَيْلِ مَجْلِسُ تَحْقِيقِ حَقِّ نُبُوَّةِ كَارِجَمَانِ

INTERNATIONAL KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ
حکیم بنوہ
۲۰۰۷

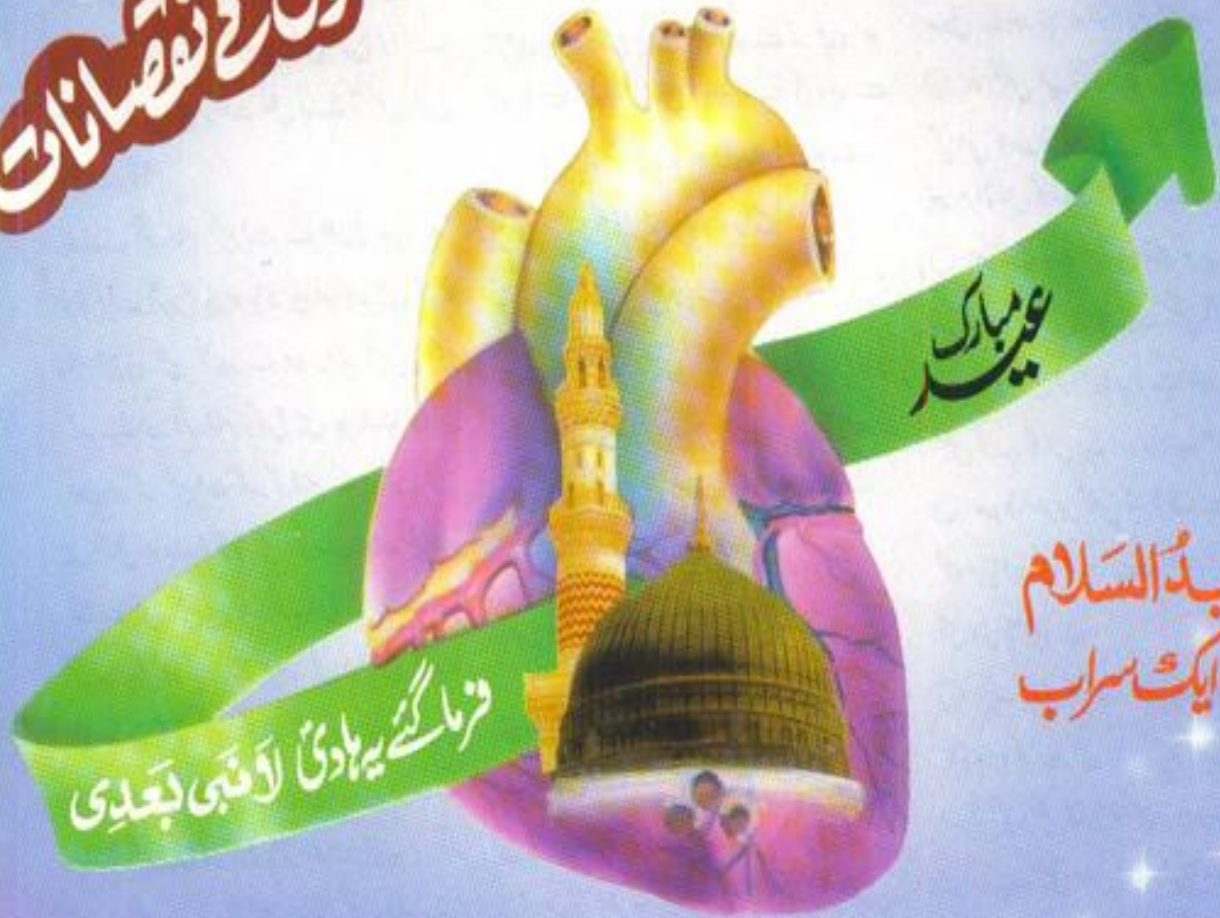
فضائل و مسائل
عید الفطر

شمارہ نمبر ۳۴

۲۸ رمضان تا ۱۷ شوال ۱۴۲۷ھ بمطابق ۷ تا ۲۰ فروری ۱۹۹۷ء

جلد نمبر ۱۵

گناہوں کے نقصانات



مسلمانوں اور غیروں کی عید

قیمت: ۵ روپے

اور اس کے ذمہ صدقہ فطر واجب ہوگا۔ (چاندی کی قیمت بازار سے دریافت کر لی جائے)

○ ہر شخص جو صاحب نصاب ہو اس کو اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے اور اگر نابالغوں کا اپنا مال ہو تو اس میں سے ادا کیا جائے۔

○ جن لوگوں نے سفر یا بیماری کی وجہ سے یا ویسے ہی شغلات اور کوتاہی کی وجہ سے روزے نہیں رکھے۔ صدقہ فطر ان پر بھی واجب ہے، جبکہ وہ کھاتے پیتے صاحب نصاب ہوں۔

○ جو بچہ عید کی رات صبح صادق طلوع سے پہلے پیدا ہوا اس کا صدقہ فطر لازم ہے اور اگر صبح صادق کے بعد پیدا ہوا تو لازم نہیں۔

○ جو شخص عید کی رات صبح صادق سے پہلے مر گیا اس کا صدقہ فطر نہیں، اور اگر صبح صادق کے بعد مرا تو اس کا صدقہ فطر واجب ہے۔

○ عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کر دینا بہتر ہے۔ لیکن اگر پہلے نہیں کیا تو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہے، اور جب تک ادا نہیں کرے گا اس کے ذمہ واجب الادا رہے گا۔

○ صدقہ فطر ہر شخص کی طرف سے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے اور اتنی قیمت کی اور چھڑ بھی دی جاسکتی ہے۔

○ ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک سے زیادہ فقیروں محتاجوں کو دینا بھی جائز ہے اور کئی آدمیوں کا صدقہ ایک فقیر محتاج کو بھی دینا درست ہے۔

○ اپنے حقیقی بھائی، بن، چچا، پھوپھی کو صدقہ فطر دینا جائز ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ اسی طرح ماں باپ اولاد کو اور اولاد ماں باپ، دادا، دادی کو صدقہ فطر نہیں دے سکتی۔

○



اگر عیدین میں تکبیریں بھول جائیں تو؟

س..... عیدین کی نماز میں اگر امام نے چھ تکبیریں بھول کر اس سے زیادہ یا کم تکبیریں کہیں، اور اس کا بعد میں احساس ہوا تو کیا نماز توڑ دینی چاہئے یا جاری رکھنی چاہئے؟

ج..... نماز کے آخر میں سجدہ سو کر لیا جائے۔ بشرطیکہ پیچھے مقتدیوں کو معلوم ہو سکے کہ سجدہ سو ہو رہا ہے۔ اور اگر مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے گڑبگڑ کا اندیشہ ہو تو سجدہ سو بھی چھوڑ دیا جائے۔

نماز عیدین پر خطبہ، دعا اور معانقہ

س..... کیا عید پر گلے ملنا سنت ہے؟

ج..... یہ سنت نہیں، محض لوگوں کی بنائی ہوئی ایک رسم ہے۔ اس کو دین کی بات سمجھنا اور نہ کرنے والے کو لائق ملامت سمجھنا بدعت ہے۔

صدقہ فطر

صدقہ فطر کے مسائل:

س..... صدقہ فطر کس پر واجب ہے اور اس کے کیا مسائل ہیں؟

ج..... صدقہ فطر کے مسائل حسب ذیل ہیں:

○ صدقہ فطر ہر مسلمان پر جبکہ وہ بقدر نصاب مال کا مالک ہو، واجب ہے۔

○ جس شخص کے پاس اپنی استعمال اور ضروریات سے زائد اتنی چیزیں ہوں کہ اگر ان کی قیمت لگائی جائے تو ساڑھے پانچ تولے چاندی کی مقدار ہو جائے تو یہ شخص صاحب نصاب کہلائے گا

عیدین کی نماز

اگر نماز عید میں مقتدی کی تکبیرات نکل جائیں تو نماز کس طرح پوری کرے؟

س..... عید کی نماز میں اگر مقتدی کی گدویر میں ہوتی ہے ایسی سورت میں کہ زائد تکبیریں نکل جائیں تو مقتدی زائد تکبیریں کس طرح ادا کرے گا؟ اور اگر پوری رکعت نکل جائے تو کس طرح ادا کرے گا؟

ج..... اگر امام تکبیرات سے فارغ ہو چکا ہو، خواہ قرأت شروع کی ہو یا نہ کی ہو، بعد میں آنے والا مقتدی تکبیر تحریمہ کے بعد زائد تکبیریں بھی کہے لے اور اگر امام رکوع میں جا چکا ہے اور یہ گمان ہو کہ تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے گا تو تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑے کھڑے تین تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائے اور اگر یہ خیال ہو کہ اتنے عرصہ میں امام رکوع سے اٹھ جائے گا تو تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔ اور رکوع میں رکوع کی تسبیحات کے بجائے تکبیرات کہہ لے ہاتھ اٹھائے بغیر۔ اور اگر اس کی تکبیریں پوری نہیں ہوئی تھیں امام رکوع سے اٹھ گیا تو تکبیریں چھوڑ دے امام کی پیروی کرے اور اگر رکعت نکل گئی تو جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعت پوری کرے گا تو پہلے قرأت کرے پھر تکبیریں کہے اس کے بعد رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔



عالمی انقلابی تنظیم ختم نبوت کی مہم

ختم نبوت

ہفت روزہ

قیمت
۵
روپے

جلد ۱۵ شماره ۳۷
۳۸

۲۸ رمضان تا ۲۷ شوال ۱۴۱۷ھ
۲۸ اپریل تا ۲۷ مئی ۱۹۹۷ء

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد رفیع الدین

سرپرست
حضرت مولانا نواز خان محمد زبیر

جلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن چاندھری
- مولانا اکرم عبدالرزاق اسکندر
- مولانا منظور احمد شہتی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد چلچلیواری

مدیر

مولانا اللہ وسایا

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانون مشیر

شہت علی حبیب الیودکیٹ

ٹائپل ونگ

ارشاد دوست محمد
محمد فیصل عرفان

ذرائع

ملتان ۲۵۰ روپے ششماہی ۳۵۰ روپے سہ ماہی ۵۰ روپے

جہان بک

امریکہ: کینیڈا آسٹریلیا ۱۰ امریکی ڈالر
یورپ: افریقہ ۲۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب متحدہ عرب امارات بھارت مشرق وسطیٰ
اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

پاکستان: ہفت روزہ ختم نبوت
کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

پتہ: سید باب الرحمن (ڈسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 7780337 ٹیکس: 7780340

سرکولی ڈھنٹر

مشہوری بلنگ روڈ ایم اے جناح فون: 514122-583486 ٹیکس: 542277

اسے شمارے میں

- ۳ لواریہ اور سید علیہ السلام
- ۶ فضائل و مسائل عید الفطر
- ۱۰ ڈاکٹر عبدالسلام..... ایک مرثیہ
- ۳ مسلمانوں اور غیر مسلموں کی عیدیں
- ۱۱ گناہوں کے تقاضات
- ۱۴ انبیاء کرام کی خصوصیات
- ۱۸ حیات حسن علیہ السلام
- ۲۱ ادارہ العلوم دیوبند اور عقیدہ تحفظ ختم نبوت
- ۲۳ اخبار ختم نبوت
- ۲۵ ہم مسلمان کیسے ہوتے؟

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9 9HZ, U.K.
PHONE: 071- 737- 8199.

اصحابیہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب رات آتی ہے تو لوگوں کی تین قسمیں ہوتی ہیں بعض وہ ہوتے ہیں جو شب بیداری اور تہجد گزاری کے ذریعہ رات سے خوب نفع اٹھاتے ہیں یہاں تک کہ اپنی بخشش اور مغفرت کا فیصلہ کر لیتے ہیں اور بعض وہ ہوتے ہیں کہ رات کی تاریکی ان کے لئے ہلاکت کا باعث ہوتی ہے کہ وہ اس تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زنا چوری وغیرہ گناہ کرتے ہیں اور ایک طبقہ ایسا ہوتا ہے جو رات سے نفع اٹھاتے ہیں اور نہ نقصان رات آئی اور گہری نیند سو گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اس حدیث پاک کی روشنی میں بھی ہمیں اپنی زندگی خصوصاً "رمضان المبارک کے لمحات کا جائز لینا چاہئے کہ اس سے ہم نے کس درجہ کا فائدہ اٹھایا ہے؟ اٹھایا بھی ہے یا سوتے رہے؟ اگر اب بھی غفلت اور خدا فراموشی سے باز نہ آئے تو کیا صبح قیامت کو اس سے باز آئیں گے؟ لیکن اس دن کا افسوس اور ندامت ذرہ برابر نفع نہیں دیں گے۔ رمضان المبارک بلاشبہ ایک عالی شان تحفہ تھا، بالفرض ہم اس کی قدر و قیمت نہیں پہچان سکے تو اب بھی اس کا تدارک ممکن ہے کہ آئندہ کی چند روزہ زندگی کو صحیح خطوط اور شرعی اصولوں پر گزارنے کا تہیہ کر لیں۔ تو انشاء اللہ اب بھی وقت ہے کہ ماضی کی تلافی ہو جائے گی۔ "صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے"۔ ارشاد نبوی "تمام بنی آدم خطاکار ہیں مگر بہترین خطاکار وہ ہے جو گناہ کے بعد توبہ کر لے" کے مصدق ہمیں اپنی سابقہ خطاؤں پر توبہ و ندامت کے آنسوں بہا کر بارگاہ الہی سے بہترین خطار کا اعزاز حاصل کر لینا چاہئے۔

اعتساب کے حوالہ سے یہ عرض کرنا بھی مناسب ہو گا کہ گذشتہ دنوں قائم ہونے والی نگران حکومت نے اعتساب احتساب کا نعرہ مستانہ بلند کیا، جس کا غلغلہ ملک بھر میں بلند ہوا اور یوں ایوان بالا سے بلند ہونے والے اس نعرہ کی صدا اے باز گشت ملک بھر کی در و دیوار سے ٹکرانے لگی ملک کے ہی خواہ اور سنجیدہ طبقہ نے اسے نیک فال سمجھا اور حساب و اقبال ان تحاسبوا کا مصداق قرار دیا دین دار طبقہ میں خصوصاً "خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ انشاء اللہ اس سے لادین عناصر، ملک و ملت کے نڈاروں اور یودی گماشتوں، قادیانی اور صیہونی ایجنٹوں کی تطہیر ہوگی، لیکن شومی قسمت کہ انکا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا اور حکمران طبقہ کا یہ نعرہ محض فریب اور دھوکہ ثابت ہوا، بجائے اس کے کہ قادیانیوں سے ملک کو پاک کیا جاتا انہیں اعلیٰ مناصب سے نوازا گیا، سندھ کابینہ میں ایک مشہور و متعقب قادیانی کو کئی وزارتوں کے اہم قلمدان سپرد کئے گئے۔ ملک بھر میں اس کے خلاف احتجاجی مظاہرے ہوئے صدر سے ملاقاتیں ہوئیں خیر خواہی سے سمجھایا گیا، مگر اعتساب احتساب کا نعرہ لگانے والے حکمران ان سے ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ ناموس رسالت کے پروانوں کے جذبات کو کچلا گیا۔ آنحضرت ﷺ کی عقیدت و محبت کا دم بھرنے والوں نے آپ کے دشمنوں کو گلے لگالیا۔ اقتدار کے نشے میں محبت نبوی کے تقاضوں کو بھول بیٹھے، انہیں خیال نہیں آتا کہ ان کا بھی ایک دن اعتساب ہوگا۔ انہیں ایک دن آنحضرت ﷺ کی شفاعت کی ضرورت ہوگی۔ انہیں ایک دن بارگاہ عالی میں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ کیا بہتر نہیں تھا کہ حکمران اس دن سے پہلے خود اپنا اعتساب کر لیتے اور ہمیشہ ہمیشہ کی رسوائی سے بچ جاتے۔ اب بھی وقت ہے اپنے کئے پر ندامت کے آنسوں بہائیں اور توبہ کریں اور آنحضرت ﷺ کی شفاعت کے مستحق قرار پا کر، حسابہ آخرت سے نجات حاصل کریں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ و اصحابہ اجمعین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ماہ رمضان اور احتساب..... کیا کھویا کیا پایا؟

رمضان المبارک اہل ایمان کی اصلاح و تربیت و تطہیر و تزکیہ اور تحصیل تقویٰ کا مکمل نصاب ہے۔ جو بارگاہ الہیہ سے ہمارے لئے تجویز فرمایا گیا، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے "اے ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے پہلے لوگوں پر تاکہ تم پر ہیزگار ہو جاؤ، مگر یہ اصلاح و تربیت اور ریاضت و مجاہدہ اسی صورت میں مفید و موثر اور کارآمد ہو سکتا ہے جبکہ اس کے صحیح حقوق و فرائض کی پاسداری کی جائے، کام اور احکام و ہدایات پر پورا پورا عمل کیا جائے۔

رمضان المبارک رحمت و مغفرت، اور آگ سے خلاصی کی مبارک خوشخبریوں پر مشتمل ہے۔ اس میں سرکش شیطان باندھ دیئے جاتے ہیں، جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، نیکی کرنے والوں کا "اے خیر کے متلاشی آگے بڑھ" کہہ کر استقبال کیا جاتا ہے اور گنہ گاروں کو "اے شرکے متلاشی رک جا" کے اعلان سے انہیں گناہ آلود زندگی سے تائب ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ جس آدمی نے اس بارگاہِ مہینہ کی قدر کی، مغفرت اس کا استقبال کرتی ہے اور جس نے اس کی ناقدری کی، آنحضرت ﷺ نے آئین کہہ کر اس کی ہلاکت و بربادی پر مقرر تصدیقِ حجت فرمائی۔ اس میں حسنت کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ نوافل فرائض کے برابر اور فرائض سترگنا کر دیئے جاتے ہیں۔ الغرض کہ اس کا ایک ایک لمحہ اس قابل ہے کہ اسے حسنت کی شکل میں محفوظ کر لیا جائے۔ اس کے ایک لمحہ کی عبادت غیر رمضان کے سالوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس کا ایک روزہ قضا ہو جائے تو ساری زندگی اس کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ اس ماہ کے روزہ دار کو دو خوشیاں دی جاتی ہیں ایک انظار کے وقت اور دوسری اللہ سے ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ یوں تو ہر عبادت اللہ کے لئے ہوتی ہے مگر روزہ کو اللہ تعالیٰ نے بطور خاص اپنے لئے تعبیر فرمایا اور فرمایا کہ اس کا بدلہ میں اپنے دستِ قدرت اور اپنی شان کے مطابق عطا کروں گا۔ اسی ماہ کی عید کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی سے رمضان بھر کے روزہ داروں کی مغفرت کا اعلان عام ہوتا ہے اور روزہ دار عید سے فارغ ہوتے ہیں تو بخشے بخشائے گھر لوٹتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی مغفرت پر اللہ تعالیٰ ملائکہ کو گواہ بناتے ہیں۔

الغرض رمضان المبارک، سلوکِ ربانی کا مہینہ تھا آیا اور چلا گیا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اجتماعی اور انفرادی طور پر اپنے اپنے گریبان میں جھانک کر اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم نے اس ماہ مبارک کے قیمتی لمحات سے کس قدر نفع اٹھایا ہے؟ اس میں کیا پایا اور کیا کھویا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے اس کی ناقدری کر کے اپنی نالائقی اور بدبختی پر مہربوی حجت کرائی ہو۔ خدا نخواستہ اگر ایسا ہوا ہے تو اس کے تدارک کی کیا شکل ہو؟ رمضان المبارک ہماری اصلاح و فلاح کے لئے بارگاہِ ایزدی سے جیسے گئے تھے یقیناً وہ ہمارے لئے ایک مہمان کی حیثیت رکھتے تھے۔ کیا ہم نے اس فرستادہ خداوندی اور سرکاری مہمان کی قدر کی؟ کیا وہ ہم سے راضی ہو کر گئے؟ اگر نہیں تو اس کے راضی کرنے کی کیا شکل ہوگی؟ رمضان المبارک اور قرآن کریم، دو ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش بارگاہِ عالی میں قبول کی جائے گی۔ اللہ کی بارگاہ میں جس کے حق میں سفارش کریں گے قبول ہوگی، اگر خدا نخواستہ کسی کے خلاف بارگاہِ الہی میں استغاثہ کریں تو اس کی ہلاکت میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے؟ ہم میں سے ہر ایک کو خود احتسابی جذبہ کے تحت اس کا بغور جائزہ لینا چاہئے کہ رمضان بھر میں ہم سے کوئی ایسی کوتاہی تو نہیں ہوئی جس سے رمضان المبارک اور قرآن کریم ہم سے روٹھ گئے ہوں۔ اگر خدا نخواستہ ایسی کسی نالائقی کا شائبہ بھی ہو تو ہمیں فوراً "میم قلب سے اس پر توبہ کرنا چاہئے اور بارگاہِ عالی میں آئندہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کرنا چاہئے۔

فضائل و مسائل عید الفطر

نمائندہ ہے ۱۰ ذی الحجہ کو قرار دیا گیا۔ جس وادی غیر ذی زرع میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا یہ واقعہ پیش آیا تھا، اسی وادی میں پورے عالم اسلامی کا حج کا سالانہ اجتماع اور اس کے مناسک قربانی وغیرہ اس واقعہ کی گویا اصل اور اول درجے کی یادگار ہے، اور ہر اسلامی شہر اور بستی میں عید الانبی کی تقریبات نماز اور قربانی وغیرہ بھی اسی کی گویا نقل اور دوم درجہ کی یادگار ہے۔ بہر حال ان دونوں (یکم شوال اور ۱۰ ذی الحجہ) کی ان خصوصیات کی وجہ سے ان کو یوم العید اور امت مسلمہ کا تہوار قرار دیا گیا۔

اس تہید کے بعد ان دونوں عیدوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں ذیل میں پڑھئے۔ اصل مقصد تو یہاں عیدین کی نماز کا بیان ہے، لیکن ”منما“ اور ”تبعاً“ ان دونوں عیدوں سے متعلق دوسرے اعمال و احکام کی حدیثیں بھی ہمیں درج کی جائیں گی، جیسا کہ حضرات محدثین کا عام طریقہ ہے۔

عیدین کا آغاز

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ (جن کی کافی تعداد پہلے ہی سے اسلام قبول کر چکی تھی) دو تہوار منایا کرتے تھے، اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت اور حیثیت ہے؟ (یعنی تمہارے ان تہواروں کی کیا

اور ہر طرح کی نیکیوں میں اضافہ کی ترفیب دی گئی۔ الغرض یہ پورا مہینہ خواہشات کی قربانی اور مجاہدہ کا اور ہر طرح کی طاعتات و عبادات کی کثرت کا مہینہ قرار دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس مہینہ کے خاتمہ پر جو دن آئے ایمانی و روحانی برکتوں کے لحاظ سے وہی سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو اس امت کے جشن و مسرت کا دن اور تہوار بنایا جائے۔ چنانچہ اسی دن کو عید الفطر قرار دیا گیا ہے۔ اور ۱۰ ذی الحجہ وہ مبارک تاریخی دن ہے

مولانا محمد منظور نعمانی رطلہ

جس میں امت مسلمہ کے مؤسس و مورث اعلیٰ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ کا حکم و اشارہ پا کر اپنے نحت جگر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو ان کی رضامندی سے قربانی کے لئے اللہ کے حضور پیش کر کے اور ان کے گلے پر چھری رکھ کر اپنی بیٹی و فاداری اور کامل تسلیم و رضا کا ثبوت دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے عیش و محبت اور قربانی کے اس امتحان میں ان کو کامیاب قرار دے کر حضرت اسماعیل کو زندہ و سلامت رکھ کر ان کی جگہ ایک جانور کی قربانی قبول فرمائی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سر پر انی جاملک للئناس اماما کا تاج رکھ دیا تھا اور ان کی اس ادا کی نقل کو قیامت تک کے لئے ”رسم عاشقی“ قرار دے دیا تھا۔ پس اگر کوئی دن کسی عظیم تاریخی واقعہ کی یادگار کی حیثیت سے تہوار قرار دیا جاسکتا ہے تو اس امت مسلمہ کے لئے و ملت ابراہیمی کی وارث اور اسوۂ خلیل کی

ہر قوم کے کچھ خاص تہوار اور جشن کے دن ہوتے ہیں جن میں اس قوم کے لوگ اپنی اپنی حیثیت اور سطح کے مطابق اچھا لباس پہنتے اور عمدہ کھانے پکاتے کھاتے ہیں، اور دوسرے طریقوں سے بھی اپنی اندرونی مسرت و خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ گویا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اسی لئے انسانوں کا کوئی طبقہ اور فرقہ ایسا نہیں ہے جس کے ہاں تہوار اور جشن کے کچھ خاص دن نہ ہوں۔

اسلام میں بھی ایسے دو دن رکھے گئے ہیں۔ ایک عید الفطر اور دوسرے عید الانبی۔ بس یہی مسلمانوں کے اصل مذہبی و ملی تہوار ہیں۔ ان کے علاوہ مسلمان جو تہوار مناتے ہیں ان کی مذہبی حیثیت اور بنیاد نہیں ہے، بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے ان میں سے اکثر خرافات ہیں۔

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ آئے۔ عید الفطر اور عید الانبی ان دونوں تہواروں کا سلسلہ بھی اسی وقت سے شروع ہوا ہے۔

جیسا کہ معلوم ہے کہ عید الفطر رمضان المبارک کے ختم ہونے پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے اور عید الانبی ۱۰ ذی الحجہ کو۔ رمضان المبارک دینی و روحانی حیثیت سے سال کے بارہ مہینوں میں سب سے مبارک مہینہ ہے۔ اسی مہینے میں قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا۔ اسی پورے مہینے میں روزے امت مسلمہ پر فرض کئے گئے۔ اس کی راتوں میں ایک مستقل باجماعت نماز کا اضافہ کیا گیا

اصلیت اور تاریخ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے یہ تواریخ اس طرح سنایا کرتے تھے (بس وہی رواج ہے جو اب تک چل رہا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تواریخوں کے بدلہ میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر کر دیئے ہیں (اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تواریخ ہیں) یوم عید الاضحیٰ اور یوم عید الفطر۔ (سنن ابی داؤد)

تشریح

قوموں کے تواریخ دراصل ان کے عقائد و تصورات ان کی تاریخ و روایت کے ترجمان اور ان کے قومی مزاج کے آئینہ دار ہوتے ہیں، اس لئے ظاہر ہے کہ اسلام سے پہلے اپنی جاہلیت کے دور میں اہل مدینہ جو دو تواریخ مانتے تھے وہ جاہلی مزاج و تصورات اور جاہلی روایات ہی کے آئینہ دار ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے بلکہ حدیث کے صریح الفاظ کے مطابق خود اللہ تعالیٰ نے ان قدیمی تواریخوں کو ختم کرا کے ان کی جگہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ دو تواریخ کو ختم کرا کے ان کی جگہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ دو تواریخ اس امت کے لئے مقرر فرمادیئے جو اس کے توحیدی مزاج اور اصول حیات کے عین مطابق اور اس کی تاریخ و روایت اور عقائد و تصورات کے پوری طرح آئینہ دار ہیں۔ کاش اگر مسلمان اپنے ان تواریخوں ہی کو صحیح طور پر اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت و تعلیم کے مطابق مانیں تو اسلام کی روح اور اس کے پیغام کو سمجھنے سمجھانے کے لئے صرف یہ دو تواریخ کافی ہو سکتے ہیں۔

عیدین کی نماز اور خطبہ وغیرہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور

عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے تھے۔ تھا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے، پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف رخ کر کے خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے تھے اور لوگ بدستور صفوں میں بیٹھے رہتے تھے، پھر آپ ﷺ ان کو خطبہ اور وعظ و نصیحت فرماتے تھے اور احکام دیتے تھے اور اگر آپ کا ارادہ کوئی لشکر یا دست تیار کر کے کسی طرف روانہ کرنے کا ہوتا تو آپ (عیدین کی نماز و خطبہ کے بعد) اس کو بھی روانہ فرماتے تھے یا کسی خاص چیز کے بارے میں آپ کو کوئی حکم دینا ہوتا تو اسی موقع پر وہ بھی دیتے تھے پھر (ان سارے مہمات سے فارغ ہو کر) آپ ﷺ عید گاہ سے واپس ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری)

تشریح

جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول یہی تھا کہ عیدین کی نماز آپ مدینہ طیبہ کی آبادی سے باہر اس میدان میں پڑھتے تھے جس کو آپ ﷺ نے اس کام کے لئے منتخب فرمایا تھا اور گویا (عید گاہ) قرار دے دیا تھا۔ اس وقت اس کے گرد کوئی چہار دیواری بھی نہیں تھی، بس صحرائی میدان تھا۔ عثمان نے لکھا ہے کہ مسجد نبویؐ سے قریباً ایک ہزار قدم پر تھا۔ آپ ﷺ عید کی نماز ایک مرتبہ بارش کی مجبوری سے مسجد شریف میں بھی پڑھی ہے۔ جیسا کہ آگے ایک حدیث میں اس کا ذکر آئے گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کے دن نماز و خطبہ کے بعد عید گاہ ہی میں انعامِ کلمۃ الحق کے لئے مجاہدین کے لشکر اور دستے بھی منظم کئے جاتے تھے اور وہیں سے ان کو روانہ اور رخصت کیا جاتا

عیدین کی نماز بغیر اذان و اقامت ہی سنت ہے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز ایک دو دفعہ نہیں بلکہ بہت دفعہ پڑھی ہے، بیشک بغیر اذان اور بغیر اقامت کے۔ (صحیح مسلم)

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں عید کے دن نماز کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید گاہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی بغیر اذان اور اقامت کے، پھر جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو بلالؓ پر سہارا لگا کر آپ ﷺ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے، پہلے اللہ کی حمد و ثناء کی، اور لوگوں کو پند و نصیحت فرمائی اور اللہ کی فرمانبرداری کی ان کو ترغیب دی۔ پھر آپ خواتین کے مجمع کی طرف گئے اور بلالؓ آپ کے ساتھ ہی تھے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے ان کو اللہ سے ڈرنے اور تقویٰ والی زندگی گزارنے کے لئے فرمایا اور ان کو پند و نصیحت فرمائی۔ (سنن نسائی)

تشریح

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی اس حدیث میں عید کے خطبہ میں مردوں کو خطاب فرمانے کے بعد عورتوں کو مستقل خطاب فرمانے کا ذکر ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث جو صحیح مسلم میں ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ نے اس لئے کیا تھا کہ آپ کے خیال میں خواتین آپ کا خطبہ سن نہیں سکتی تھیں۔ واللہ اعلم

فائدہ

رسول اللہ ﷺ کے عید گاہ کے بارے میں

باہر کا کوئی قافلہ مدینہ طیبہ پہنچا اور ان لوگوں نے گواہی دی کہ ہم نے کل شام چاند دیکھا تھا تو آپ نے ان لوگوں کی گواہی قبول فرما کر لوگوں کو روزے کھولنے کا حکم دے دیا اور نماز عید کے لئے فرمایا کل صبح پڑھی جائے گی

بظاہر یہ قافلہ دن کو دیر سے مدینہ طیبہ پہنچا تھا اور نماز کا وقت نکل چکا تھا۔ شرعی مسئلہ بھی یہی ہے کہ اگر چاند کی رویت ایسے وقت معلوم ہو کہ نماز عید اپنے وقت پر نہ پڑھی جاسکتی ہو تو پھر اگلے دن صبح کو پڑھی جائے گی۔

عیدین کی نماز میں قرأت

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود تابعی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے ابو واقد لیثی سے پوچھا۔ بظاہر حضرت عمر کا یہ سوال یا تو ابو واقد لیثی کے علم و حافظہ کا اندازہ کرنے کے لئے تھا یا اپنے مزید اطمینان کے لئے۔ واللہ اعلم

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتاک حلیث پڑھا کرتے تھے اور جب اتفاق سے عید اور جمعہ ایک ہی دن پڑ جاتا تو بھی دونوں نمازوں میں یہی دونوں سورتیں پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

تشریح

ابو واقد لیثی اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کے ان دونوں بیانیوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔ عیدین کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کبھی سورۃ ق اور سورۃ قمر پڑھتے تھے اور کبھی سورۃ اعلیٰ و سورۃ قاشیہ۔

لوگ نماز عید سویرے پڑھ کر فارغ ہو جایا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی عید الفطر اور عید الانبی کی نماز کے وقت کے بارے میں سب سے زیادہ واضح حدیث وہ ہے جو حافظ ابن حجر نے ”مختصر الحبیبر“ میں احمد بن حسن البہاء کی ”کتاب الانسانی“ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے صحابی جناب رضی اللہ عنہما کی روایت سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:

”رسول اللہ ﷺ عید الفطر کی نماز ہم لوگوں کو ایسے وقت پڑھاتے تھے کہ آفتاب بقدر دو نیزے کے بلند ہوتا تھا اور عید الانبی کی نماز ایسے وقت پڑھاتے تھے کہ آفتاب بقدر ایک نیزہ کے ہوتا تھا۔“

ہمارے زمانہ میں بہت سے مقامات پر عیدین کی نماز بہت تاخیر سے پڑھی جاتی ہے یہ بلاشبہ خلاف سنت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے ابو عمیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ اپنے متعدد بچوں سے نقل کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام میں سے تھے ایک دفعہ ایک قافلہ (کبیر باہر سے) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور انہوں نے شہادت دی کہ کل (راستہ میں) انہوں نے چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزے کھول دیں اور کل جب صبح ہو تو نماز عید ادا کرنے کے لئے عید گاہ پہنچیں۔

تشریح

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک دفعہ رمضان کی ۲۹ تاریخ کو چاند نظر نہیں آیا تو قاعدے کے مطابق اگلے دن سب لوگوں نے روزہ رکھا لیکن دن ہی میں کسی وقت

عیدین کی نماز میں خواتین بھی عام طور سے شریک ہوتی تھیں بلکہ ان کے لئے یہ آپ کا حکم تھا لیکن زمانہ مابعد میں جب مسلم معاشرے میں فساد آیا تو جس طرح امت کے فقہاء اور علماء نے جمعہ اور پنجگانہ نماز کے لئے خواتین کا مسجدوں میں آنا مناسب نہیں سمجھا اسی طرح نماز عید کے لئے ان کا عید گاہ جانا بھی مناسب نہیں سمجھا۔

عیدین کی نماز سے پہلے اور بعد میں کوئی نقلی نماز نہیں ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کے دن دو رکعت نماز پڑھی اور اسے پہلے یا بعد آپ نے کوئی نقلی نماز نہیں پڑھی۔ (صحیح بخاری و مسلم)

عیدین کی نماز کا وقت

یزید بن خمیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہما عید الفطر یا عید الانبی کے دن نماز عید پڑھنے کے لئے لوگوں کے ساتھ عید گاہ تشریف لائے (امام کے آنے میں دیر ہوئی) تو آپ نے امام کی اس تاخیر کو منکر بتایا (اور اس کی مذمت کی) اور فرمایا کہ اس وقت تو ہم (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ) نماز پڑھ کر فارغ ہو جایا کرتے تھے (راوی کہتے ہیں) اور یہ نوافل کا وقت تھا نوافل سے مراد غالباً چاشت کے نوافل ہیں۔ (سنن ابی داؤد)

تشریح

عبد اللہ بن بسر صحابی رضی اللہ عنہما نے شام میں سکونت اختیار کر لی تھی اور وہیں ۸۸ھ میں محرم میں ان کا انتقال ہوا۔ غالباً وہیں کا یہ واقعہ ہے کہ نماز عید میں امام کی تاخیر پر آپ نے تکبیر فرمائی اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم

بارش کی وجہ سے عید کی نماز مسجد میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن بارش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عید کی نماز مسجد نبویؐ ہی میں پڑھائی۔ (سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

تشریح

عیدین میں ”امت مسلمہ کا تہوار“ اور ”دینی جشن“ ہونے کی جو شان ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ دنیا کی قوموں کے جشنوں میں اور ملیوں کی طرح ہمارا عیدین کی نماز والا اجتماع بھی کہیں کھلے میدان میں ہو اور جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول و دستور بھی یہی تھا اور اس لئے عام حالات میں یہی سنت ہے لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بارش کی حالت ہو (یا ایسا ہی کوئی اور سبب ہو) تو عید کی نماز بھی مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے۔

عیدین کے دن کھانا نماز سے پہلے یا نماز کے بعد؟

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کی نماز کے لئے کچھ کھا کے تشریف لے جاتے تھے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھنے تک کچھ نہیں کھاتے تھے۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی)

تشریح

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بھی مروی ہے کہ عید الفطر کے دن نماز کو تشریف لے جانے سے پہلے آپ چند کھجوریں تناول فرماتے تھے اور طاق عدد میں تناول

فرماتے تھے۔

عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد کھانے کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ اس دن سب سے پہلے قربانی ہی کا گوشت منہ میں جائے، جو ایک طرف سے اللہ تعالیٰ کی ضیافت ہے۔ اور عید الفطر میں علی الصبح نماز سے پہلے ہی کچھ کھالیتا غالباً اس لئے ہوتا تھا کہ جس اللہ کے حکم سے رمضان کے پورے مہینہ دن میں کھانا پینا بالکل بند رہا، آج جب اسی کی طرف سے دن میں کھانے پینے کا اذن ملا، اور اسی میں اس کی رضا اور خوشنودی معلوم ہوئی تو طالب و محتاج بندہ کی طرح صبح ہی اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے لگے۔ بندگی کا مقام یہی ہے۔

مرطع خواہد زمن سلطان دیں خاک بر فرق قناعت بعد ازین عید گاہ کی آمد و رفت میں راستہ کی تبدیلی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن راستہ بدل دیتے تھے۔ (صحیح بخاری)

تشریح

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لئے جس راستہ سے عید گاہ تشریف لے جاتے تھے، واپسی میں اس کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے تشریف لاتے تھے۔ علماء نے اس کی مختلف حکمتیں بیان کی ہیں۔ اس عاجز کے نزدیک ان میں سے زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ آپؐ یہ اس لئے کرتے تھے کہ اس طرح شعائر اسلام اور مسلمانوں کی اجتماعیت و شوکت کا زیادہ سے زیادہ اظہار و اعلان ہو۔ نیز عید میں جشن اور تفریح کا جو پہلو ہے اس کے لئے بھی یہی زیادہ مناسب ہے کہ مختلف راستوں اور بہتوں کے مختلف حصوں سے گزر جائے۔ واللہ اعلم

صدقہ فطراس کا وقت اور اس کی حکمت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے ہر غلام اور آزاد پر اور ہر مرد و عورت پر اور ہر چھوٹے اور بڑے پر صدقہ فطر لازم کیا ہے، ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، اور حکم دیا ہے کہ یہ صدقہ فطر نماز عید کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

تشریح

زکوٰۃ کی طرح صدقہ فطر بھی اغنیاء (دولت مندوں) ہی پر واجب ہے۔ چونکہ یہ بات مخاطبین خود سمجھ سکتے تھے، اس لئے اس حدیث میں اس کی وضاحت نہیں کی گئی، رہی یہ بات کہ اغنیاء کون ہیں اور اسلام میں دولت مندی کا معیار کیا ہے؟ اس کی وضاحت اور تفصیل زکوٰۃ کے بیان سے لی جاسکتی ہے۔

اس حدیث میں ہر نفر کی طرف سے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی دو چیزیں اس زمانہ میں مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں عام طور سے بلور نذا کے استعمال ہوتی تھیں۔ اس لئے اس حدیث میں انہی دو کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں ایک چھوٹے گھرانے کے ہر چھوٹے بڑے فرد کی جانب سے عید الفطر کے دن اتنا صدقہ ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا، جس سے ایک معمولی گھرانے کے ایک دن کے کھانے کا خرچ چل سکے۔ ہندوستان کے اکثر علماء کی تحقیق کے مطابق راج الوقت میر کے حساب سے ایک صاع تقریباً ساڑھے تین بیر کا ہوتا تھا۔

باقی صفحہ ۱۰ پر

ڈاکٹر عبد السلام — ایک سراب

نے انڈیا ہجرت کرنی اور یہ کہ ان کی قبر کشمیر میں ہے۔ مرزا صاحب نے بھی ایسے مبینہ مومنوں کی باتیں سن رکھی تھیں جن کو انہوں نے اپنا الہام قرار دیا۔ راقم الحروف کی ایسے ایک مومن سے ملاقات سعودی عرب میں کام کے دوران ہو چکی ہے۔ وہ یہ باتیں الہام کی بنیاد پر نہیں بلکہ دستیاب ہونے والی تاریخ کے حوالے سے کہتے ہیں جو غلط ہو سکتی ہے۔ اگر صحیح بھی ہو تو یہ مرزا صاحب کا الہام ہرگز نہیں بلکہ یہ نظریات بھی مستعار لئے گئے ہیں۔ اگر قادیانیوں کے نظریات اہل حدیث سے ملتے جلتے ہیں تو عرض ہے کہ اہل حدیث کے نزدیک ایک شخص کی روح دوسرے شخص کے جسم میں منتقل نہیں ہوتی۔ یہ نظریہ غالباً "اسا علیوں کا ہے اور شاید قادیانیوں نے مستعار لیا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ قادیانی دوسروں کے لئے جو باتیں ناممکن گردانتے ہیں ان کے اپنے رہنماؤں سے متعلق وہی ممکن بلکہ یقیناً بن جاتی ہیں اور ان کے مذہب کی تحقیق دوسروں کے مستعار لئے ہوئے نظریات کے ڈبے جوڑ کر ہی کی ہوتی ہے۔ ان کے پاس اپنا کوئی نیا پیغام نہیں ہوتا۔ ان سے تو ہمارا اللہ ہی بہتر تھا جس کے پاس ملے پیغامات تھے مثلاً "اس نے سود کو جائز قرار دے دیا۔ قادیانی قرآن کو مانتے ہیں لیکن سودی کاروبار میں شاید یہودیوں سے بھی سہت لے گئے ہیں۔ یہ ہے وحدانیت کا پیغام جو اب وہ ہمیں نئے طریقے سے یعنی ڈاکٹر عبد السلام کی سائنس کے ذریعے دینا چاہتے ہیں۔"

ہماتے ہیں حالانکہ انہوں نے اپنی ہرجے انگریزی اور دوسری کتابوں سے مستعار لی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ہو لگر کرٹن کی لکھی ہوئی ایک کتاب "جیس لیوڈ ان انڈیا" کے عنوان سے ہے جو کہ حیدر علی مولوی طہ ۱۹۶۶ء عالمگیر روڈ، شرف آباد کراچی کی دوبارہ اشاعت ہے اس وقت بھی میرے پاس موجود ہے لیکن قادیانیوں نے اس کا تمورا تمورا ترجمہ مارکر "یسوع مسیح ہندوستان میں" لکھ ڈالی اور اسے مرزا صاحب کا الہام قرار دیا جاتا رہا یعنی یہ بات

سرفراز جرنلی لاہور

مرزا صاحب کو الہامی طور پر معلوم ہوئی کہ یسوع مسیح کی قبر کشمیر میں ہے یعنی یسوع مسیح کی روح انڈیا پہنچی کہ مرزا صاحب کی شکل میں دوبارہ ظہور پذیر ہوئی (نحوہ اللہ)۔ ہر ذی شعور شخص جانتا ہے کہ ایک شخص کی روح دوسرے میں منتقل کروانے کے لئے اول الذکر کو مردِ خلم سے انڈیا لانا یا کسی اور جگہ پہنچانا ضروری نہیں ہوتا۔ اگر روح ٹراس پلانٹ ہو جانا ممکن ہے تو یہ دور سے قدرتی طور پر بھی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ یسوع مسیح کی قبر کشمیر (ہندوستان) میں ہے تو اسے مرزا صاحب کا الہام نہ سمجھا جائے۔ انگریزوں میں ایک طبقہ ہے جو اپنے آپ کو "مومن" کہلاتا ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ اس لفظ "مومن" کے معنی وہی ہیں جو ہمارے "مومن" کے ہیں یا نہیں؟ لیکن یہ مومن طبقہ بائبل کی بت سی باتوں کو نہیں مانتا۔ وہ یہ بھی نہیں مانتے کہ یسوع مسیح کا انتقال صلیب پر ہوا بلکہ یہ کہتے ہیں کہ مسیح کو صلیب پر سے زندہ اتار لیا گیا اور وہ پیارواری کے بعد صحت یاب ہو گئے۔ بعد میں انہوں

پچھلے دنوں ایک روزنامہ میں "ڈاکٹر عبد السلام ایک موجد سائنس دان" کے عنوان سے مہر مجید پانچو کا ایک کالم شائع ہوا تھا جس میں یہ باور کروانے کی کوشش کی گئی کہ صرف ڈاکٹر عبد السلام کا (Unification) کا نظریہ ہی سائنس کے ذریعے وحدانیت کے ثبوت مہیا کرتا ہے۔ اس سے پہلے کوئی شخص بھی ارتقاء کے اس مقام تک نہیں پہنچا یعنی یہ کہ ان سے پہلے کے لوگ بقول ڈارون تصوری بندر اور لنگور ہی تھے۔ اس سے چند روز پہلے یعنی مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۹۶ء "ڈاکٹر عبد السلام کون تھا" کے عنوان سے مہر ارشد مدنی کا ایک کالم بھی شائع ہو چکا ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ڈاکٹر عبد السلام مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا تھا اور قادیانیت کی تبلیغ بھی کرتا تھا۔ اگر وہ قادیانیت کے ذریعے وحدانیت کی تبلیغ کرنا چاہتا تھا تو یہ وحدانیت تو سکھوں میں بھی ہے جو اس سے لاکھ درجے بہتر شکل میں ہے کیونکہ بابا گورو نانک نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے صرف صوفی ازم کی حد تک ہی وحدانیت کا پیغام دیا۔ مرزا غلام احمد کو نبی ماننے کے علاوہ قادیانیوں کے باقی اعتقادات اہل حدیث سے ملتے جلتے ہیں جن میں صوفی ازم سے اجتناب کرنے کی تلقین کی جاتی ہے اور اب تو ہمارے ایک مشہور شاعر کے متعلق بھی یہ کہا جانے لگا ہے کہ ان کا ایک قدم قادیانیت میں رہا تو دوسرا صوفی ازم میں بھی رہا لہذا اب کس کی وحدانیت کو صحیح سمجھا جائے یعنی سکھوں کی "ڈاکٹر عبد السلام کے ذریعے قادیانیوں کی یا آدھاتیز آدھاتیز شاعر صاحب کی۔ جہاں تک قادیانیوں کا تعلق ہے وہ اکثر دوسروں کی کم علمی کا فائدہ اٹھا کر انہیں قادیانی

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں کراچی کی ایک کہنی میں بطور سلیز انجینئر کام کرتا تھا۔ کاروبار کے سلسلے میں میرا رابطہ ایک نوجوان قادیانی سے بھی تھا جو ڈرگ کالونی نمبر ۳ میں میرے قریب ہی رہتا تھا۔ اکثر چائے کے ایک ہوٹل پر ملاقات رہتی تھی۔ میں کام کے سلسلے میں اسے الیکٹریکل سرکٹ وغیرہ سمجھایا کرتا تھا۔ کبھی کبھی لمبے پر بھی بات ہو جاتی تھی۔ ایک دن میں نے باتوں باتوں میں اسے بتا دیا کہ

میں بیلیٹ کے متعلق انگش رائٹری ایک کتاب پڑھی ہے جس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں کیونکہ مصنف (اگرچہ اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا) کے نظریات جدید ہیں اور مرزا صاحب سے بہت ملنے جلتے ہیں۔ پہلے تو وہ اس بات پر بہت خوش ہوا لیکن جب میں نے کہا کہ اس کا مصنف مرزا صاحب سے بہت پہلے ہوا ہے تو اس کا منہ لنگ گیا۔ قادیانی آج تک دوسروں کی انگش کتابوں سے ناواقفیت کا فائدہ اٹھاتے رہے ہیں اور انہیں متاثر کرتے رہے ہیں۔ جوں جوں لوگ پوری کتابوں سے متعارف ہو رہے ہیں ان پر قادیانیت کے راز عیاں ہوتے جا رہے ہیں۔ کے معلوم نہیں کہ ایک عرصے سے یہ طبقہ انگریزوں کا مراعات یافتہ ہے جس کی وجہ سے وہ یورپی علوم پر دوسروں سے پہلے حاوی ہو گیا۔ اوپر بیان کردہ شاعر صاحب کے فلسفوں کے متعلق بھی آہستہ آہستہ پتہ چل رہا ہے کہ وہ ان کی تخلیق نہیں تھے۔ انہوں نے صرف یورپی فلسفوں کو مٹھتوں کر کے اپنا بنا لیا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے غالب سے ایک عدالت میں سوال کیا گیا تھا کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ آدھا مسلمان اسوال پھر کیا گیا کہ آدھا کس حساب سے؟ غالب نے جواب دیا۔ شراب پی لیتا ہوں مگر سوور نہیں کھاتا۔ سو عرض ہے کہ اگر غالب جیسا شخص آدھا مسلمان ہو سکتا ہے تو دوسرا شخص آدھا قادیانی اور آدھا مسلمان کیوں نہیں ہو سکتا۔ یہ کیفیت ہم لاہوری احمدی جماعت میں دیکھ ہی رہے ہیں۔ یہاں ڈاکٹر عبدالسلام کی وحدانیت کہاں گئی؟

بقول ممتاز اردو دان ڈاکٹر مظفر عباس "شاعری شخصیت اور فن اکثر مجموعہ اضداد ہوتا ہے" خاص طور پر وہ شاعر جس کی شاعری میں مذہبی و سیاسی پیغامات ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ غالب نے اپنی شاعری میں سیاسی پیغامات سے اجتناب کیا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اشارہ ہے کہ بے شک شاعری عزت کرو لیکن اس کے پیغامات سے ہوشیار رہو۔ ہو سکتا ہے

وہ لاشعوری طور پر آپ کو غلط پیغامات دے رہا ہو۔ شخصیات کو پرکھنے کے بارے میں ایک بڑی لفظی جو ہمارے لوگ کرتے ہیں وہ کوائٹی اور کوائٹی میں ان کے تخلیقی کام کا موازنہ ہے۔ یہ دیکھتے بغیر کہ ان میں کوئی مراعات یافتہ تھا اور کون کام کے باوجود مصائب و آلام کا شکار رہا۔ ہمارے مراعات یافتہ شاعر صاحب کی خدمت تو لوگ اپنے گھروں سے گئی 'دودھ' شکر وغیرہ سپلائی کر کے کرتے رہے جبکہ شاعر صاحب نے اغیار سے بھی کھلے دل سے وظائف و تحائف وصول کئے۔ ایسی حالت میں ان کے کام کی کوائٹی اور کوائٹی یقیناً "دوسروں سے بہتر ہی ہونی تھی۔ مشینوں سے متعلق بھی طبیعات کا ایک اصول ہے یعنی مشین سے حاصل شدہ کام برابر ہے ان پٹ یعنی انسان کے حوالے سے دودھ، گھی، شکر وغیرہ۔ یہاں مجھے ایک دلچسپ بات یاد آگئی کہ سعودی عرب میں میرے نائب کچھ مکینک اور کچھ الیکٹریشن وغیرہ تھے۔ میں نے بیٹھے بیٹھے ان سے سوال کیا کہ جزیرے سے یہ بجلی جو ہم پیدا کر رہے ہیں اس کا کریڈٹ مکینکوں کو جانا ہے یا الیکٹریشنوں کا جواب تھا کہ چونکہ بجلی کو صرف وہی سمجھتے ہیں لہذا سارا کریڈٹ انہیں جانا ہے جبکہ مکینکوں کا اسرار تھا کہ چونکہ وہ انجن کی دیکھ بھال کرتے ہیں جو جزیرے کو گھماتا ہے تو بجلی پیدا کرنے کا سارا کریڈٹ انہیں جانا ہے۔ میں نے جواب دیا یہ سارا کریڈٹ تم میں سے کسی کو نہیں جانا بلکہ اسے جانا ہے جو ٹینک میں ڈیزل ڈال کر جاتا ہے۔ اگر ایندھن نہ ہو تو انجن چل ہی نہیں سکتا لہذا اسارے کا سارا کریڈٹ انجن جزیرے اس کے اسٹاف کا نہیں بلکہ ایندھن یعنی ان پٹ اور دوسرے لفظوں میں گھی، دودھ، شکر وغیرہ کا ہی ہونا ہے اور اب تو کمپیوٹر میں بھی ان پٹ اور آؤٹ پٹ کی اصطلاحیں استعمال ہوتی ہیں لہذا شخصیات کا موازنہ بھی ان پٹ، آؤٹ پٹ کے حوالے سے کیا کریں۔ نئی نسل کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے کچھ رہنما دفتر میں بیٹے پنے چچا کر اور پانی پی کر قومی

اخبارات کا کام کرتے رہے۔ انہیں دودھ، گھی، شکر وغیرہ میا نہیں کیا جاتا رہا۔ وہ وظیفہ جات پر بھی نہیں پلٹے رہے۔ ان کی تو تنخواہیں بھی کئی ماہ کی رہتی تھیں۔ وہ قوم کی خاطر جیل کی ہوا بھی کھاتے رہے۔ ان حالات میں وہ کام کی کوائٹی اور کوائٹی میں مراعات یافتہ قلم کاروں کا مقابلہ کیسے کر سکتے تھے لہذا کسی دو قلم کاروں کا موازنہ ہمیشہ کمپیوٹر کے ان پٹ، آؤٹ پٹ کے حوالے سے ہی کیا جائے۔ ان حالات میں ان کے جیل وغیرہ جانے کا ڈر بھی کمپیوٹر میں فیڈ کرنا ہوگا۔

کالم نویس مہر محمد بانجو نے ڈاکٹر عبدالسلام کو ایک موجد سائنس دان گردانا ہے جبکہ ایک موجد اور نہیورٹیکل سائنس دان میں فرق ہوتا ہے۔ اکثر موجد مثلاً "مائیکل فیرڈے اور تھامس ایڈیسن وغیرہ دو جماعت پاس یا پرائمری ٹیل تھے۔ ایک مشہور سائنس دان جان ڈالٹن بھی تھا جو کبھی اسکول ہی نہیں گیا۔ فیرڈے کا استاد ہنری ڈیوی اعلیٰ تعلیم یافتہ تھا لیکن اس نے اتنی ایجادات نہیں کیں جتنی فیرڈے نے کیں۔ ہنری ڈیوی مائع کلورین نہ بنا سکا لیکن فیرڈے نے وہ بھی بنادی۔ فیلو رائل سائنس سوسائٹی کے الیکشن میں فیرڈے اپنے استاد ہنری ڈیوی کے مقابلے میں ایک ووٹ سے جیت گیا تھا۔ اس کے بعد دونوں کے آپس کے تعلقات کشیدہ رہے۔ فیرڈے نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ وہ میرا محسن ہے یہاں تک کہ میں نے اس کے گھر کے برتن بھی صاف کئے ہیں لیکن ملک و قوم کے بہتر مفاد میں الیکشن لڑنا میرا حق ہے۔ بعد کے زمانوں میں اعلیٰ تعلیم کے لوگوں نے معمولی تعلیم والوں کے راستے میں روڑے اٹکائے اور انہیں کوئی کام اپنے طور پر نہ کرنے دیا جس کی وجہ سے اجارہ داریاں قائم ہوئیں۔ کمپیوٹیشن قائم نہ رہا اور ایجادات کے راستے بند ہوتے چلے گئے۔ ہمارے ملک میں بھی اجارہ داریاں قائم کرنے کے لئے پاکستان انجینئرنگ کونسل بنائی گئی جس نے آج تک

یہ زبردستی ہے یا پھر کتابوں کی نقل ہے ڈیولپمنٹ فنڈ پر کسی شخص کو پروویڈنٹ کرنے کی مثالیں اور بھی ہیں جیسا کہ ایک مظلوم شخص اسٹین ہائز کا دل خوش کرنے کے لئے اسے ایک اونچے درجے کا سائنس دان قرار دے دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے منسوب کائنات کے تمام نظریات پہلے سے موجود ہیں۔ اگر کوئی نئی بات ہے تو وہ دلائل پر کمزور ہے۔ ایک مظلوم صحت دان کیپٹلر پہلے بھی ہو گا رہے لیکن اس کا تحقیقی کام از خود تھا اور حیرت انگیز تھا۔ اسٹین ہائز کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس سے منسوب کام اس کا اپنا ہے بھی یا نہیں۔ اگر ہے بھی تب بھی یہ کوئی قابل تعریف کام نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے اندھوں کے کسی اسکول میں سویٹرو وغیرہ بازار سے خرید کر لکھادئے جاتے ہیں اور ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ اندھوں نے بنائے ہیں اگرچہ کچھ اندھے حیرت انگیز طور پر ایسے کام کر بھی لیتے ہیں لیکن جو کام دکھایا جاتا ہے وہ سب کاسب اندھوں کا کیا ہوا نہیں ہوتا۔ یہ کمنا زیادہ درست ہو گا کہ یہ انتظامیہ کی نوکریاں پکی کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ ایسی جعل سازوں سے کام لینا اب عام ہو چکا ہے مثلاً "ایک دفعہ مجھے کام کے سلسلے میں ہڑپہ جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے کمپنی کار کے ڈرائیور سے کہا مجھے ہڑپہ میوزیم تو دکھا لاؤ۔ اس نے جواب دیا کونسا میوزیم؟ کیسا میوزیم؟ یہاں تو بھلا پور کی بنی ہوئی صراحیاں خرید کر لائی جاتی ہیں۔ انہیں مٹی سے مل کر پرانی کر دیا جاتا ہے اور ایک طرف ہتھوڑی سے توڑ کر نمائش کے لئے رکھ دیا جاتا ہے۔ یہاں بھی نوکریاں پکی کرنے کا ہی معاملہ ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے درخواست کے ساتھ لگائے ہوئے جعلی سرٹیفکیٹ میلے کانٹوں پر بنا کر انہیں ایک طرف سے تھوڑا سا پھاڑ کر دوبارہ اسکاچ ٹیپ سے تھوڑا دیا جاتا ہے اور اس طرح پرانے ہونے کا تاثر دیا جاتا ہے تاکہ اصلی نظر آئیں اور جعلی نہ سمجھے جائیں۔ ہم ریفر جرنیشن کے ایک انسٹیٹیوٹ میں بھی ایک وزیر جلی ملے چاہے

کو الیفیکشنوں کے رعب دیئے جاتے ہیں۔ انگریزوں کے وقت سے اب تک کچھ ملٹری افسروں کے پاس ORE یا MRE یعنی آرڈر آف دی برٹش امپائر یا ممبر آف دی برٹش امپائر وغیرہ کے اعزازات ہیں لیکن اگر آپ معاملات کی تہ تک پہنچ کر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ ان اعزازات کے لوگ سب کے سب قدیانی تھے یا ہیں۔ یہ لوگ دوسروں کو بندر اور لنگور سمجھتے ہیں یعنی بقول ڈارون وہ ابھی ارتقاء کے اس مقام پر نہیں پہنچے جہاں قدیانی پہنچے ہوئے ہیں۔ اس قسم کے سوچ نازیوں کی بھی تھی لیکن بالآخر انہیں دوسری اقوام کے ہاتھوں شکست کھانی پڑی۔ تاج برطانیہ کے اوپر بیان کردہ اعزازات دیکھنے میں پرکشش نظر آتے ہیں لیکن اب تک قدیمین کو پتہ لگ چکا ہو گا یا لگ جائے گا کہ انہیں حاصل کرنے کے لئے تاج برطانیہ کے روہو ناک سے لیکرس بھی نکالنی پڑتی تھی۔ اگر یہ لوگ ایک طرف ناک سے لیکرس نکال کر آئے ہوتے ہیں تو دوسری طرف لوگوں کی چھاتی پر بھی نہ چڑھیں۔ اوپر بیان کردہ حالات کے مد نظر ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی ایک ڈیولپمنٹ سطح کا مراعات یافتہ نہیں دیکھا گیا۔ سائنس دان تو کہا جاسکتا ہے لیکن وہ سونہ کسی چیز کا بھی نہیں تھا۔ ہم نے آج تک کوئی ریل گاڑی 'ہوائی جہاز' کا یا ایلی ورجن وغیرہ ڈاکٹر عبدالسلام کے بنائے ہوئے نہیں دیکھے؟ Unification یعنی میکسٹک، الیکٹرو سٹیک، نقل، نیو کیریا دیگر فورسز آف نچر کو ایک پراسٹر پکچر میں فن کرنے کا نظریہ بھی آئن سٹائن کا ہے ڈاکٹر عبدالسلام کا نہیں (حوالہ کتاب "کائنات اور ڈاکٹر آئن سٹائن" مصنفہ گل بارت، ترجمہ بجز آفتاب احمد، پبلشر شیخ نظام علی اینڈ سز کراچی، لاہور اصل انگریزی)۔ موخر الذکر نے اسے بھی آئن سٹائن کے نظریے سے مستعار لیا ہے جو کہ قدیانیوں کی پرانی عادت ہے۔ اکبر الہادی نے کیا جواب دیا ہے۔ انجینری نہ آئے تو ایجاد کیا کریں قائم موزن قوم کی بنیاد کیا کریں غاص سے کام لیتے ہیں۔ بیکار محفل ہے

نہ خود کوئی نمایاں کام کیا اور نہ ہی دوسروں کو کرنے دیا۔ عباسی خلفاء مثل کے طور پر بارون الرشید اور ہامون الرشید کے دور حکومت میں سائنس دانوں کو درس گاہوں کے علاوہ باہر سے بھی تلاش کیا جاتا تھا جن کی پیچہ کو الیفیکشن بہت معمولی ہوتی تھی۔ آج بھی سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے بڑی بڑی ڈگریوں کی ضرورت نہیں۔ اگر ہم اسی طرح ان کی ڈگریوں کا رعب کھاتے رہے تو ترقی ممکن نہیں۔ اوپر بیان کردہ موجود مراعات یافتہ نہیں تھے بلکہ غریب انسان تھے۔ ہائیکل فیریڈے ایک کتب فروش کے پاس کتابوں کی جلد سازی کرتا رہا تھا اور تھامس ایڈسن ریلوے اسٹیشن پر اخبار چھاپتا تھا۔ اس نے پرانے ریل کے ایک ڈبے میں اپنی لیبارٹری بھی بنا رکھی تھی۔ آج آپ غور کریں کہ امریکہ میں ایڈسن الیکٹریک کمپنی کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے۔ اسی طرح ہنری فورڈ نے اپنے کسان باپ کے ساتھ کام کرنا قبول نہ کیا۔ آج آپ دیکھیں کہ فورڈ فاؤنڈیشن کتنی بڑی ہے۔ انجینئرنگ کونسلوں کی اجارہ داریوں سے کام نہیں ہوا کرتے اور پھر پاکستان انجینئرنگ کونسل کی تاریخ یہ ہے کہ اسے دو قدیانی باپ بیٹوں میاں عبدالرحمان اور میاں عبدالمنان نے شروع کیا تھا۔ عبدالمنان کا ایک بھائی عبدالوہاب بھی تھا جس نے لندن کے فیریڈے ہاؤس انجینئرنگ کالج کی رائج اپنے گھر کے ایک حصے میں کھولی ہوئی تھی اور وہاں کلاسیں بھی لگاتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد راقم الحروف بھی اس کالج کے لندن آفس کا ایسوسی ایٹ ممبر ہر وہ چکا ہے لیکن اس کا اندازہ ہے کہ لندن میں اس کالج کو چلانے والے بھی زیادہ تر قدیانی ہیں۔ راقم الحروف زمبیا (افریقہ) میں بھی بطور الیکٹرونکس انجینئر کام کر چکا ہے اور اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ اس وقت وہاں قدیانیوں کا پھیلاؤ کتنا زیادہ تھا۔ ہر حال قدیمین اب بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہاں اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے کس طرح دوسروں کو کام سے روکا جاتا ہے اور اپنی اصلی

مسلمانوں اور غیروں کی عیدیں

اس میں شامل ہوتی ہے جبکہ اسلام کی عیدیں بندے کی اپنی ایجاد و اختراع نہیں۔ بلکہ اللہ پاک کی طرف سے مقرر فرمودہ ہیں، جو کہ حاکم بھی ہے اور حکیم بھی اور اپنے بندوں پر بے حد و حساب رحیم و مہربان بھی۔ سبحانہ و تعالیٰ۔ پس اس کی طرف سے مقرر فرمودہ کسی امر و ارشاد کے ساتھ کسی انسانی فکر و کاوش اور عمل و کردار کے مقابلہ و موازنہ کا سوال ہی کیا پیدا ہو سکتا ہے، اللہ پاک کا حکم ارشاد بہر حال سراسر خیر اور فوز و فلاح اور سعادت دارین کا سامنہ و کفیل ہے، چنانچہ سنن ابو داؤد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صادق مصدق نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تصریح فرمائی ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کر کے) مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ دو خاص دن منایا کرتے تھے جن میں وہ کھلیا کرتے تھے، تو آپ نے پوچھا ”ماہذان الیومان“ یعنی یہ دو دن کیسے ہیں اور ان کی حقیقت و حیثیت کیا ہے؟ جو تم لوگ اس طرح مناتے ہو؟ تو ان لوگوں نے عرض کیا کہ یہ وہ دن ہیں ”جن میں ہم زمانہ جاہلیت میں کھلیا کرتے تھے“ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

قد ابدلکم اللہ بہما خیرا منہما یوم الاضحیٰ ویوم الغنم یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کی بجائے عید الغنم اور عید الاضحیٰ جیسے دو عظیم الشان دن (عید منانے کو) دے دیئے ہیں، اور ظاہر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بخشے جانے والے دن سراسر خیر و برکت والے اور فوز و فلاح کے دن

اس میں شامل ہوتی ہے جبکہ اسلام کی عیدیں بندے کی اپنی ایجاد و اختراع نہیں۔ بلکہ اللہ پاک کی طرف سے مقرر فرمودہ ہیں، جو کہ حاکم بھی ہے اور حکیم بھی اور اپنے بندوں پر بے حد و حساب رحیم و مہربان بھی۔ سبحانہ و تعالیٰ۔ پس اس کی طرف سے مقرر فرمودہ کسی امر و ارشاد کے ساتھ کسی انسانی فکر و کاوش اور عمل و کردار کے مقابلہ و موازنہ کا سوال ہی کیا پیدا ہو سکتا ہے، اللہ پاک کا حکم ارشاد بہر حال سراسر خیر اور فوز و فلاح اور سعادت دارین کا سامنہ و کفیل ہے، چنانچہ سنن ابو داؤد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صادق مصدق نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تصریح فرمائی ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کر کے) مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ دو خاص دن منایا کرتے تھے جن میں وہ کھلیا کرتے تھے، تو آپ نے پوچھا ”ماہذان الیومان“ یعنی یہ دو دن کیسے ہیں اور ان کی حقیقت و حیثیت کیا ہے؟ جو تم لوگ اس طرح مناتے ہو؟ تو ان لوگوں نے عرض کیا کہ یہ وہ دن ہیں ”جن میں ہم زمانہ جاہلیت میں کھلیا کرتے تھے“ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

کسی کے اجتہاد و استنباط میں اس لئے احادیث نبویہ اور فقہ اسلامی کی تمام کتابوں میں ”کتاب العیدین“ (دو عیدوں) ہی کا ذکر و تذکرہ ملتا ہے تیسری کوئی عید نہیں ہر جگہ ”صلوٰۃ العیدین“ (دو عیدوں) کا ہی بیان ہے، کسی بھی جگہ عیدین (دو عیدوں) کی بجائے الیاد یعنی جمع کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ جس سے قطعی طور پر صاف اور واضح ہو جاتا ہے کہ دین حق اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں اور بس، یعنی عید

میراج النبیؐ

الغنم جو کہ ماہ رمضان المبارک کی تکمیل پر منائی جاتی ہے اور عید الاضحیٰ (عید قربان) جو کہ حج اور قربانی کے موقع پر منائی جاتی ہے اس کے علاوہ کچھ لوگوں نے جو اور نئی عیدیں نئے ناموں سے بنائی ہیں، وہ محض ایجاد بندہ ہے شریعت میں ان کا کوئی ثبوت نہیں اور صحابہ و تابعین کرام کے دور میں ان کا کوئی وجود نہیں، وہ دین میں اضافہ کے زمرے میں آتی ہیں جو کہ ممنوع و محظور ہے، والعیاذ باللہ

اسلام کی عیدیں اللہ کی طرف سے:

پھر اسلام کی عیدوں میں اور دو سروں کی عیدوں میں بنیادی فرق ہے، یہ ہر طرح سے الگ اور جدا ہیں، اپنے مہد و منشاء کے لحاظ سے بھی ہدف و مقصد کے اعتبار سے بھی، اور وجود و مظاہر ہر حیثیت سے مثلاً ”دوسروں کی عیدیں کسی شخصیت کی پیدائش کے لحاظ سے بنائی جاتی ہیں یا کسی بڑے قومی اور ملکی سطح کے حادثے اور واقعے کی یاد میں یا اسی نوع کے کسی اور مقصد کے پیش نظر، بہر حال وہ انسانی دماغوں کی اختراع ہی، آتی ہیں، انسانی رنگ آمیزی

ہر قوم کے اپنے خاص تموار ہوتے ہیں جن کو وہ اپنے خاص رسم و رواج اور طور طریقوں سے مناتے ہیں، کسی کے پیچھے کوئی مقصد کار فرما ہوتا ہے اور کسی کے پیچھے کوئی، کسی کا پس منظر کچھ ہوتا ہے اور کسی کا کچھ اور کوئی کسی فرض کے لئے اسے مناتا ہے اور کوئی کسی فرض کے لئے پھر ان کے مظاہر اور طور طریقے بھی مختلف قسم کے ہوتے ہیں، کسی کی بنیاد کوئی قومیت و عصبیت ہوتی ہے اور کسی کی کوئی اور کوئی کسی تاریخی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے اور کوئی کسی اور داعیہ و سبب کے تحت، مگر اسلام کا معاملہ ان سے یکسر مختلف ہے، یہاں نہ کسی طرح کی کسی عصبیت کو بنیاد بنایا جاتا ہے اور نہ کسی قسم کی قومیت اور لسانیت کو، نہ محض کسی تاریخی یادگار و واقعہ کو، نہ کسی شخصیت کی پیدائش یا وفات کی بناء پر، بلکہ یہاں اصل بنیاد اور بنیادی سبب و مقصد رضاء خداوندی کا حصول اور اسی وعدہ لاشریک کی عبادت و بندگی کا نصب العین ہوتا ہے، اسی لئے یہاں کسی انسان کی فکر و فہم کو اساس نہیں بنایا جاتا، بلکہ حکم خداوندی اور ارشاد ربانی کو ہر دار و معیار قرار دیا جاتا ہے اور اصل مقصد و اجر و ثواب کا حصول اور رضاء خداوندی ہوتا ہے۔ سبحانہ و تعالیٰ

اسلام میں عیدیں صرف دو ہیں:

اسی لئے اسلام میں عیدیں صرف دو ہیں اور بس، تیسری کسی عید کا وجود و ثبوت دین متین میں نہیں ہے، نہ قرآن پاک کی کسی آیت میں، نہ احادیث نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی کسی حدیث گرائی میں، نہ مذاہب اربعہ کے فقہاء کرام میں سے کسی کی فقہ میں نہ سلف کے اہل علم میں سے

ہیں ان سے مقابلہ و موازنہ کا سوال ہی کیا پیدا ہو سکتا ہے؟
 دو عظیم عبادتوں کا شکر انا:

پھر ایک اور پہلو مسلمانوں کی عیدوں کا یہ ہے کہ یہ دونوں عیدیں دو عظیم الشان عبادتوں کی ادائیگی کے بعد بطور شکر ادا کی جاتی ہیں اور اس کے لئے دو گانہ نماز نفل ادا کی جاتی ہے کہ جس خالق و مالک کی توفیق و عنایت سے ہم ان عظیم الشان عبادتوں کے شرف سے مشرف ہوئے ہیں اور گناہوں کی معافی اور باطن کی تطہیر و پاکیزگی کی سعادت نصیب ہوئی ہے ورنہ ہم کیا ہیں اور ہماری کیا مجال و اوقات ہے کہ از خود اس سعادت سے بہرہ ور ہو سکیں۔

ہوا جو کچھ تیرے کرم سے ہوا ہوگا ورنہ ہم کیا ہیں جو ہم سے کچھ ہوگا اس مالک کے حضور ہم سر نیاز جھکتے ہیں اس طرح مومن کو اطمینان و سکون اور سعادت و کامیابی کا ایک ایسا شعور نصیب ہوتا ہے جو اس کی کلیا پلٹ دیتا ہے اور وہ روحانی بلندیوں اور اس کی پاکیزہ لذتوں کے حصول میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے وہ عام انسانوں کے درمیان رہتے بڑے بھی اپنے باطن کے اعتبار سے اس قدر مراتب و درجات طے کر لے گا کہ نوری فرشتے بھی اس کے حق میں دعائیں کرنے لگیں گے، سبحان اللہ کیا کہنے اس عظمت شان اور رفعت مقام کے! اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کو نصیب فرمائے آمین۔

عید اور تکبیر:

اسی طرح اور امتیازی شان اسلامی عیدوں کی یہ ہے کہ ان میں بطور خاص اللہ پاک کی عظمت و بڑائی کا ورد کیا جاتا ہے ہر طرف اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) کے ایمان افروز زمزے سنائی دیتے ہیں کیونکہ دین حنیف نے اس کی خاص طور پر تعلیم و تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:
 زینوا اعیادکم بالتکبیر" اپنی عیدوں کو تکبیر سے مزین کرو۔ (رواہ البرہانی الترفیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۳)

یعنی اپنی عید کی خوشیوں کے اظہار و اعلان کے لئے تکبیر کو اپنا نشان اور شعار بناؤ کہ فضاء اللہ کی تکبیر اور عظمت اور بڑائی کے زمزموں سے گونج رہی ہو اور ہر طرف اسی کے غلغلے سنائی دے رہے ہوں کہ بڑائی حقیقت میں اسی وحدہ لا شریک کی ذات اقدس و اعلیٰ کو لائق و سزاوار ہے کہ تمام مخلوق کا خالق اور سب عظمتوں اور رفعتوں کا مالک وہی اور صرف وہی وحدہ لا شریک ہے۔

اتحاد و یگانگت کا عظیم الشان و بے مثل منظر
 پھر مسلمان نما دھو کر پاک صاف کپڑے پہن کر، عطر و خوشبو لگا کر اپنے پاکیزہ دلوں اور نیک نیتوں کے ساتھ ایک کھلے میدان میں جمع ہوتے ہیں اور تکبیر کہتے ہوئے جمع ہوتے ہیں اور اپنے خالق و مالک کے حضور سجدہ ریز ہونے کے لئے صف بندی کرتے ہیں اور ایک عظیم الشان و بے مثل اتحاد و یگانگت کا عملی منظر پیش کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت و بندگی کے لئے مکمل خاموشی اور سکون کے ساتھ ایک عظیم الشان عبادت کی اجتماعی ادائیگی میں مشغول و منہمک ہو جاتے ہیں اور نماز سے فراغت پا کر پھر اپنے رب کی تکبیر و تحمید میں مشغول ہو جاتے ہیں اور پھر ہمہ تن گوش بن کر فصیحت و مواعظت اور حکمت و عبرت کے انوار سے بھرپور خطبہ سنتے ہیں اس کے ان دعائیہ کلمات پر جو کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی بہتری و بھلائی اور دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کی طلب و التجا پر مشتمل ہوتے ہیں آمین کہتے ہیں اور پھر اس سے فراغت پانے کے بعد عید سعید کی خوشیوں کے اظہار کے لئے تحائف و تزیینات کا تبادلہ کرتے ہیں جس سے ایمانی اخوت اور دینی یگانگت کے بے مثل عکاسی ہوتی ہے اور اس طرح ایک مسلمان خواہ وہ کہیں کا بھی ہو اور کہیں بھی رہتا

ہو اپنے آپ کو سارے عالم پر پھیلی ہوئی پوری امت مسلمہ کا ایک حصہ اور ایک فرد سمجھتے ہوئے ایک عظیم الشان قوت و عظمت کا احساس و شعور اپنے اندر پاتا ہے۔

عید بخشش اور تقسیم انعام کا دن:

پھر اس سے بڑھ کر اور حقیقی خوشی و مسرت اس امر کی ہے کہ عید کا دن ایک مومن صادق کے لئے پروانہ بخشش ملنے اور انعام خداوندی کی تقسیم کا دن اور اس عظیم الشان خوشخبری کا دن ہے۔ چنانچہ حضرت سعد بن اوس الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

”جس دن عید فطر کا دن ہوتا ہے فرشتے راستوں کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور لوگوں سے پکار پکار کر کہتے ہیں کہ اے مسلمانوں کا گروہ چلو اپنے رب کریم کی طرف جو اپنے کرم سے خیر کی تعلیم و توفیق دیتا ہے اور پھر اس پر اجر جزیل سے نوازتا ہے تمہیں رات کے قیام کا حکم ہوا تو تم نے کیا دن کے روزے کا حکم ملا تو وہ تم بھلائے اور تم نے اپنے رب کے حکم کی پوری طرح بجا آوری کی سو اب تم اس رب کریم کی طرف سے ملنے والے ان جواہر و انعامات کو لے لو جو وہ اس پر تم کو عطا فرماتا ہے پھر جب یہ لوگ نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ایک منادی ندا کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آگاہ رہو کہ بے شک تمہارے رب نے تمہاری بخشش فرمادی ہے سو اب تم رشد و ہدایت سے مالا مال ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹو سو یہ دن جائزے اور انعام کا دن ہے اور آسمان میں اس کا نام یوم الجائزہ (انعام کا دن) ہے۔“ (روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں الترفیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۳)

اب مسلمانوں کی عید کے اس خاکہ و پس منظر کو سامنے رکھ کر دو سروں کی عیدوں پر ایک نظر ڈال کر دیکھ لیجئے اور پھر خود، اندازہ عقل و خود، عدل و

انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجئے کہ ان کے قومی
تہواروں کی اسلام کے ان مقدس ایام سے کیا نسبت
ہو سکتی ہے؟ اول تو ان کے ایام بالعموم ہوتے ہیں
خود ساختہ قسم کے ہیں، کوئی کسی مناسبت سے اور کوئی
کسی اعتبار سے، کہیں کسی شخصیت کی پیدائش یا اس
کے کسی کارنامے کی یادگار کے طور پر کوئی دن منایا
جاتا ہے، اور کہیں کسی قومی یا ملکی واقعہ کی مناسبت
سے، اور کہیں اسی طرح کی کسی اور غرض کی بنا پر پھر
ایسے تمام تہواروں میں کچھ خاص رسوم وغیرہ کے
علاوہ کسی عبادت و بندگی کا یا تو سرے سے کوئی وجود
اور تصور ہی نہیں ہوتا، بلکہ رنگ رلیوں اور لہو لعب
کے کچھ مظاہرے اور عیش پرستی کے کچھ سامان
ہوتے ہیں اور بس، اور کہیں عبادت و بندگی کے نام
کی کوئی چیز ہوتی بھی ہے تو وہ بھی اوہام و خیالات پر
مبنی کچھ مظاہر اور شکلیں، جن میں معبود حقیقی جل
جلالہ کی عبادت و بندگی کی کوئی رمت نہیں ہوتی، بلکہ
رسوم و رواج، مظاہر و عادات، اور تقلید و طقوس کے
کچھ گورکھ دھندے ہی ہوتے ہیں، بجلی کے تہمتوں
کی چمک دمک، سچ دھج پھولوں پتیوں کی نمود و
نمائش، کھانے پینے اور عیش پرستیوں کے رنگ
ڈھنگ اور تھانف و بدایا کے جادلے وغیرہ، یا کہیں
رنگ، پھینکنے کی رسمیں، پٹاخوں اور آتشبازیوں کے
شور شرابے اور گہما گہمی وغیرہ، اور ظاہر ہے کہ بھول
، سلیوں کے ان مختلف الانواع مظاہروں میں نہ تو
معبود حقیقی کی سچی عبادت کا کوئی پہلو ہو سکتا ہے اور
نہ ہی قلب و روح کی تسکین حقیقی کا کوئی سامان، بلکہ
اس سے ”کھلونے دے کے ہلایا جاتا ہوں“ کے
مصدق سامان غفلت، اور حق و حقیقت سے بعد اور
دوری میں اضافہ ہی ہوگا، والعیاذ باللہ! بلکہ اس سے
بھی بڑھ کر یہ کہ ان خود ساختہ عیدوں کے موقع پر
شراب نوشی کی لت میں کہیں زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے،
حالانکہ شراب خانہ خراب ”ام النہاش“ یعنی سب
خزایوں اور خباثوں کی جز و بنیاد ہے، تو عبادت کے
نام سے منائے جانے والے دنوں میں اس کے

بقیہ : ڈاکٹر عبدالسلام..... ایک سرب

صاحب کا وزٹ دیکھ چکے ہیں جہاں ریفریکری بازار
سے خرید کر رکھے گئے اور بتایا یہ گیا کہ طلباء نے خود
بنائے ہیں۔ جب وزیر صاحب نے کھلو کر دیکھے تو
ان میں بے تحاشہ پینٹنگ کے کانڈ بھرے ہوئے
تھے۔ وزیر صاحب نے حیرت کا اظہار کیا کہ ریفریکری
طلباء نے بنائے ہیں اور ان میں پینٹنگ کے کانڈ بھی
طلباء نے بھر دیئے۔ جب وزیر صاحب نے ان میں
سے کسی ایک کا کپڑا سر چلانے کے لئے کہا تو کوئی
بھی نہ چلا سکا کیونکہ طلباء ان سے فیہمیلینر نہیں
تھے۔ قارئین اس بات پر بھی غور کریں کہ آج سے
پچاس سال قبل نیشنل فورٹ اور ارٹ میڈس کی تصاویر
دستیاب نہیں تھیں لیکن اب اچانک کسی غار سے
دستیاب ہو گئی ہیں۔

بقیہ : عید الفطر کے مسائل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزوں
کو فضول و لایینی اور فحش باتوں کے اثرات سے
پاک صاف کرنے کے لئے اور مسکینوں محتاجوں
کے کھانے کے بندوبست کے لئے صدقہ فطر
واجب قرار دیا۔ (سنن ابی داؤد)

تشریح

اس حدیث میں صدقہ فطر کی دو حکمتوں اور
اس کے دو خاص فائدوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا
ہے۔ ایک یہ کہ مسلمانوں کے جشن و مسرت کے
اس دن میں صدقہ فطر کے ذریعہ محتاجوں، مسکینوں
کی بھی شکم سیری اور آسودگی کا انتظام ہو جائے گا۔
اور دوسرے یہ کہ زبان کی بے احتیاطیوں اور بے
باکیوں سے روزے پر جو بڑے اثرات پڑے ہوں
گے، یہ صدقہ فطر ان کا بھی کفارہ اور ندیہ ہو جائے
گا۔

بقول قلمکار مہر مجید ہانویہ جہاں تک ڈاکٹر
عبدالسلام کے نظریہ Unification کا تعلق
ہے تو عرض ہے کہ ایسے نظریے ان سے پہلے کے
سائنس دانوں یعنی نیوٹن اور آئن سٹائن کے علاوہ
قدیم مسلمان سائنس دانوں کے بھی ہیں لہذا تقابلیاتی
دوسروں کو بھی ڈارون، تھیوری کے بندر اور لنگور نہ
سمجھیں۔ یہ عادت ہمارے مینڈ شاعر صاحب اور ان
کے قدر دانوں کی بھی تھی اور کچھ کی اب بھی ہے۔
آئن سٹائن کا وحدانیت سے متعلق اپنا ایک الگ
نظریہ ”لارج اسٹور ہاؤس آف وزوم“ بھی تھا لیکن
وہ اسلام کے وحدانیت کے تصور سے بہت مختلف
تھا۔ اس کے نظریے کا ایک خدا کائنات کے بڑے
بڑے کام تو کرتا ہے لیکن وہ زمین پر بسنے والے
انسانوں کے چھوٹے چھوٹے معاملات میں دخل

بد نظری کے نقصانات

قسط نمبر ۱

گناہوں کے نقصانات

حکیم محمد عمر فاروق شیخ

ہوئے، جیسا کہ عموماً بازاروں میں مارکیٹوں

چاہئے۔ نمائش حسن اور اس کا نقصان

اللہ رب العزت نے قرآن کریم کے پارہ ۱۸ کی سورۃ النور کی آیت ۳۰ میں عورتوں کے متعلق حکم ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنی زینت اور سنگھار وغیرہ کو لوگوں (غیر محرموں) کی سامنے ظاہر نہ کریں کیونکہ ایسا کرنا گناہ ہے، جس سے اسلام ہمیشہ ہارنے کی تلقین کرتا ہے۔

فائدہ: ہمیشہ بد نگاہی اور تشدد نظر کا ایک شائبہ وہ بھی ہے جو عورت کے دل میں یہ خواہش پیدا کرتا ہے کہ اس کا حسن دیکھا جائے۔ یہ خواہش ہمیشہ جلی اور نمائیاں میں ہوتی بلکہ دل کے لطیف و نازک پردوں میں کہیں نہ کہیں چھپی ہوتی ہے جو کہ بسا اوقات لباس کی زینت میں، کبھی بالوں کی آرائش و بناوت میں، کبھی ہاریک اور شوخ کپڑوں کے انتخاب میں، کبھی زیورات وغیرہ کے بہترین استعمال کی صورت میں، ایسے ایسے خفیف جزئیات تک میں اپنا اثر ظاہر کرتی ہے جن کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

قرآن مجید نے ان سب صورتوں کے لئے ایک جامع اصطلاح ”تبرج جاہلیتہ“ استعمال کی ہے، ہر وہ زینت اور ہر وہ آرائش جس کا مقصد شوہر کے سوا دوسروں کے لئے لذت نظر بنانا ہو، تبرج جاہلیتہ کی تعریف میں آجاتی ہے جو کہ ایک خطرناک گناہ ہے حتیٰ کہ اگر برقعہ بھی اس غرض کے لئے خوبصورت اور خوش رنگ یا نقش و

میں دکانوں پر ہوتا ہے۔ وہ لوگ بھی اسی میں شامل ہیں جو گھروں کی چھتوں پر چڑھ چڑھ کر دوسروں کے گھروں میں جھانکتے ہیں۔ اسی طرح کوئی عورت دروازے سے یا کھڑکی سے یا برآمدے سے باہر جھانکتی ہے یا کوئی شخص باہر سے اندر کی طرف جھانکتا ہے تو یہ بھی بد نظری کی وجہ سے لعنت کے مستحق ہیں اور غیر مردوں کو دیکھنے کا موقع دینے کی وجہ سے بھی مستحق لعنت ہیں۔ اسی طرح شادی بیاہ کے موقع پر سلامی کے لئے جب دولہا اندر گھر میں گیا اور نا محرم عورتوں کو دیکھنے کا موقع دیا تو یہ دولہا عورتوں کے درمیان بیٹھنے کی وجہ سے اور عورتیں اس کو دیکھنے کی وجہ سے سب لعنت کے مستحق ہوئے۔ خوشی ہو یا رنج پر وہ ہر حال میں ضروری ہے، نا محرم کے سامنے بے پردہ ہو کر آنا منع ہے، شادی کے موقع پر عورتیں خوب بناؤ سنگھار کر کے جاتی ہیں اور پردے کا خیال نہیں رکھتیں گویا ان کے نزدیک شریعت کا کوئی قانون خوشی کے وقت لاگو ہی نہیں خوشی ہو یا غمی، مصیبت ہو یا راحت ہر حال میں سب پر احکام شریعت کی پابندی کرنا لازم ہے۔

علاوہ ازیں: جو لوگ راہ چلتی خواتین کو دیکھتے ہیں، جھانکتے ہیں اور عورتوں کو گھور گھور کر دیکھتے ہیں یا جو لوگ بازاروں، مارکیٹوں اور دیگر خاص مقامات پر محض خواتین کو دیکھنے کے لئے جاتے ہیں انہیں اس قسم کی بد نظری سے بچنا

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ جس شخص نے بد نظری کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ کو جہنم کی آگ سے بھرسے گی۔ (مشکوٰۃ القلوب)

حضرتؑ: یہ وہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے متعلق ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! کسی (انہی) عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو نظر پھیر لو۔ دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو، پہلی نگاہ تو تمہاری ہے مگر دوسری نگاہ تمہاری نہیں بلکہ شیطان کی ہے۔ (ابوداؤد بیہ السنین)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو دیکھنے والے (بد نظری کرنے والے) پر اور جس کی طرف (بد نظری سے) دیکھا جائے اس پر بھی۔ (بخاری، شعب الایمان)

فائدہ: قرآن و سنت نے ہر نظر حرام (بد نظری) کو مستحق لعنت قرار دیا ہے۔ اور نہ صرف دیکھنے والے پر لعنت بھیجی بلکہ اپنی خوشی اور اختیار سے جو کوئی مرد یا عورت کسی ایسی جگہ کھڑا ہو، جہاں سے اسے کوئی غیر محرم دیکھ سکے یا کوئی بھی مرد یا عورت کسی دوسرے مرد یا عورت کے سامنے وہ حصہ کھول دے یا کھلا رہنے دے جس کا دیکھنا اس کے لئے حلال نہ ہو تو جس کے سامنے کھولا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ دکھانے والا بھی مستحق لعنت ہے۔

مزید اس کی تشریح یہ ہے کہ کوئی عورت بغیر پردے کے بازار میں یا میلے میں یا پارک میں چلی گئی جس کی وجہ سے غیر مردوں نے اسے دیکھ لیا تو وہ مرد اور یہ عورت دونوں لعنت کے مستحق

بندشوں میں جکڑے ہوئے بے تاب جسم اور میک اپ سے آراستہ چہرے لے کر باہر نکلتی ہیں تو جذبہ نمائش حسن و خودنمائی اپنے عروج پر ہوتا ہے۔ عورت چاہے بد شکل ہی کیوں نہ ہو، اسی جذبے کے تحت شعوری یا لاشعوری طور پر جس مخالف کا التفات خواہ وہ صرف نظری ہو چاہتی ہے۔

عورت اپنی جسمانی نمائش اس اہتمام سے کرتی ہے کہ برائے نام کپڑوں سے اس کے جسم دعوت نگارہ دیتا ہے۔ اور بے پردگی کا یہ عالم ہے کہ لڑکیاں اپنے آپ کو چلتا پھرتا اشتہار بنائے ہوئے ہیں۔ عورت کو سوچنا چاہئے کہ وہ معاشرے میں ماں، بہن، بیٹی، کی حیثیت سے معزز مقام پر فائز ہے اسے اپنی یہ عزت و تکریم کھوٹا نہیں چاہئے۔

اس پر غور کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ البتہ! جو آرائش ہر بری نیت سے پاک ہو وہ اسلام کی آرائش ہے اور جس میں ذرہ برابر بھی بری نیت شامل ہو وہ جاہلیت کی آرائش لائق ترک اور باعث گناہ ہے۔

عورت قابل تکریم ہے لیکن اس کی تقدیس کے جو پرچے آج آڑائے جا رہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ اس کی ذمہ دار خود عورت ہے، جس نے اپنے آپ کو اتنا ارزاں کر دیا ہے۔ وہی عورت جس کو چشم فلک بھی کم دیکھتی تھی اب ہر آنکھ کو دعوت نگارہ دے رہی ہے۔ عورت کی فطرت میں خودنمائی، نمائش حسن کا عنصر کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ لڑکیاں لاکھ انکار کریں، لیکن وہ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتیں کہ جب وہ پست لباس کی

نگاری والا انتخاب کیا جائے گا کہ غیروں کی نگاہیں اس سے لذت یاب ہوں جن کی ہزار ہا مثالیں بیک وقت ہمارے ملک میں با آسانی دیکھی جاسکتی ہیں، یہ سب تہجرت جاہلیت ہے اور سراسر گناہ۔ برقعہ کا استعمال دوسروں کی بد نظری سے حفاظت کے لئے ہوا کرتا ہے (شرطیکہ برقعہ بھی ایسا عام یا سادہ ہو کہ خواہ مخواہ لوگوں کی نظریازی کا باعث نہ بنے) نہ کہ غیروں کی نظریازی کا نشانہ بننے کے لئے۔ جذبہ نمائش حسن ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے لئے کوئی قانون نہیں بنایا جاسکتا، اس کا تعلق عورت کے اپنے ضمیر سے ہے اس کو خود ہی اپنے دل کا حساب لینا چاہئے کہ اس میں کہیں یہ ناپاک جذبہ (نمائش حسن) تو چھپا ہوا نہیں ہے۔ اگر ہے تو وہ مذکورہ حکم خداوندی کی مخاطب ہے اسے ٹھنڈے دل

جب خود نہیں سمجھے گا تو دوسروں تک کس طرح پھپھائے گا۔

○ تیسری خصوصیت نبی کی یہ ہے کہ اس کا کوئی (انسان) استاد نہیں ہوتا، اللہ خود اس کا استاد ہوتا ہے اور جن علوم کی ضرورت نبی کو ہوتی ہے وہ اللہ خود اس کے سینے میں منتقل کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی تھے لیکن ہر اس علم میں بیکاتھے جس کی ان کو ضرورت تھی۔

○ چوتھی خصوصیت ہر نبی کی یہ ہے کہ وہ شاعر نہیں ہوتا، شاعری میں مبالغہ بڑی حد تک ضروری ہے اور مبالغہ نبی کے شایان شان نہیں۔

○ نبی کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی کتاب کا مصنف نہیں ہوتا۔ اللہ کے پیغام کو زبان سے اور عمل کر کے اس کے بندوں تک پہنچانا اس کی زندگی کا مشن ہوتا ہے۔ اس کی ساری زندگی اسی مشن کی تکمیل میں گزرتی ہے۔ اس کے پاس تصنیف و تالیف کا وقت ہی نہیں ہوتا۔

○ نبی کی چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی پیش گوئی کو سچ ثابت کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں پاتی۔ نمبر ۲۶

انبیاء کی خصوصیات

عبدالرحمن تمنا..... کراچی

اپنی وحی نازل کرتا ہے۔ دراصل وحی اللہ کا پیغام ہوتی ہے جو وہ اپنے نبی کے ذریعے اپنے بندوں کو بھیجتا ہے اسی لئے نبی کو تغیر بھی کہا جاتا ہے۔

اولیاء کرام اور اپنے پسندیدہ بندوں کو بھی اللہ کبھی کبھی اپنے راز بتا دیتا ہے لیکن ان کو للہام، القاء، کشف وغیرہ کہا جاتا ہے۔ وحی نہیں کہا جاتا، وحی صرف نبی پر نازل ہوتی ہے۔

وحی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اسی زبان میں نازل ہوتی ہے جو نبی اور اس کی قوم کی زبان ہوتی ہے۔ وحی اگر ایسی زبان میں نازل ہو جو نبی نہیں سمجھتا تو وہ اس پیغام کو کس طرح سمجھے گا اور

اس مضمون میں انبیاء کی جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں ان سب کا حامل نہ کبھی کوئی شخص (یعنی غیر نبی) ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ کے آخری نبی تھے اس لئے اب قیامت تک کسی شخص میں یہ خصوصیات جمع ہونے کا امکان ہی نہیں۔ اس مضمون کا مقصد آپ کی معلومات میں اضافہ کرنا ہے۔

اللہ نے اپنے ہر نبی کو جو خصوصیات عطا کیں ان میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

○ نبی معصوم ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ساری زندگی کسی گناہ کا مرتکب نہیں ہوتا، نہ وہ نبوت سے پہلے وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور نہ نبوت ملنے کے بعد، اللہ خود اس کے کردار کی حفاظت کرتا ہے، یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ نبی کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہوتا یہاں تک کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی معصوم نہیں تھے البتہ محفوظ تھے نبی کی معصومیت اس کی اولاد میں بھی منتقل نہیں ہوتی۔

○ نبی کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اللہ اس پر

حیات عیسیٰ علیہ السلام

ہوئی اس کی تکذیب کرنا بے عقلی ہے۔“
خصائص حضرت عیسیٰ حیات عیسیٰ علیہ
السلام کا ثبوت ہیں:

جب انسان سبب حقیقی سے غافل ہو کر
اسباب کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں تو اللہ رب
العزت ان کے مزعومات کو باطل کرنے کے لئے
اپنی قدرت کے کرسے ظاہر کیا کرتا ہے، حضرت
عیسیٰ کی ولادت باسعادت کے وقت طب و فلسفہ کا
بڑا چرچا تھا، شب و روز کی غفلت نے ان کے اذہان
قاصرہ میں یہی کچھ تھا کہ کوئی چیز سبب کے بغیر پیدا
نہیں ہو سکتی لہذا اللہ قادر و قیوم نے ان کے باطل
خیالات کو فلفظ ثابت کر دیا۔

○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خلاف عادت بے

باپ پیدا کیا

○ حکیمانہ تکلم فی المبد

○ معجزہ احيائے موتی

○ مسح سح سے کوڑھیوں کی شفا یابی

○ صعود الی السماء

○ فلسفیوں کے اس خیال کو کہ گردش دوراں

کے اثر سے ہر چیز حفر اور قہقہیل ہو جاتی ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ نزول سے باطل

کر دیا۔

(۱) سورۃ مریم میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَنَجْعَلَنَّهَا آيَةً لِلنَّاسِ ○ تاکہ اسے (ابن مریم)

کو لوگوں کے لئے نشان بنائیں۔

سورۃ مومنون میں ارشاد ربانی ہے:

○ وجعلنا بن مریم وامه آية ہم نے ابن

ذریعے حاصل کیا ہوا علم مستند نہیں ہوتا۔ اسی
طرح صحراء میں ”سراب“ کی مثال بھی ایک بصری
دھوکہ ہے۔ اللہ رب العزت نے سورۃ مدثر میں
ارشاد فرمایا ”وما اوتیتم من العلم الا قليلا“
(یعنی تم کو تو صرف تھوڑا سا علم عطا کیا گیا ہے)

مشہور ریاضی دان پروفیسر لودج
(Lodagde) نے ۱۸۹۱ء میں منعقدہ علمی
کانفرنس میں روح کے موضوع پر تقریر کرتے
ہوئے کہا تھا کہ جس قدر ہم جانتے ہیں وہ بمقابلہ
ان چیزوں کے جو ہم کو معلوم نہیں ہیں کچھ بھی
نسبت نہیں رکھتا۔ (الکلام حصہ دوم ص ۱۲۳ مولانا شبلی

مولانا محمد اشرف کلو کھرا

(نمائے)

اسلام نے تمام عالم کو اس کے امر نکوئی کا

مقتبل تصرف اور مظہر قدرت ارادہ خداوندی کو

قرار دیا ہے ”الا له الخلق والامر تبارک

اللہ رب العالمین“ یعنی خلق و امر صرف

باری تعالیٰ کا خاصہ ہے وہ رب العالمین بہت برکت

و عظمت والا ہے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر ج-۳

صفحہ ۲۳۹ پر اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ ”لا

موجد ولا موثر الا اللہ“ الشیخ الرکس بو علی

سینا اشارات میں نصیحت کے زیر عنوان رقم

فرماتے ہیں ”اے عقلمند! تو اس امر سے پرہیز کر کہ

عام لوگوں سے حمیری برات کی امتیازی صورت یہ

ہو کہ تو ہر امر سے انکاری برتے کیونکہ یہ طیش و

عاجزی ہے اور تجھے جس امر کی حقیقت معلوم نہیں

نعمتہ ونصلی علی رسولہ الکریم
قال اللہ تعالیٰ ”وان من اهل الكتاب الا
لیؤمنن بہ قبل موتہ“۔ (سورۃ النساء)

خاصہ کائنات محمد عربی ﷺ سے لے کر
عصر حاضر تک تمام امت مسلمہ (علی صاحب العلوۃ
والسلام) کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
زندہ ہیں قرب قیامت میں حضرت مہدی علیہ
الرضوان کے زمانہ میں جب کانا دجال نکلے گا تو اس
کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے اتریں گے۔
لیکن کچھ ایسے لوگ بھی اس کہ ارض پر آئے
آئے ہیں اور آتے رہیں گے جو اللہ رب العزت
کے ناپید کنار سمندر علم کو چلوؤں سے ناپتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم روز مردہ دیکھ رہے ہیں
اور اس کا جو نظام ہم اپنے حواس خمسہ کے ذریعے
سمجھ چکے ہیں اس کے خلاف کچھ نہیں ہوتا۔ !!
حالانکہ حواس خمسہ کے ذریعے حاصل کیا ہوا علم
مستند نہیں ہوتا ”خلق الانسان ضعیفا“ (سورۃ
انساء)

مثال : دسویں کلاس کے طالب علموں کو
سائنس کے اساتذہ ایک تجربہ کراتے ہیں یعنی ہر
طالب علم اپنے ایک ہاتھ کو گرم پانی میں ڈالتا ہے
اور دوسرے ہاتھ کو ٹھنڈے پانی میں پھر دونوں
ہاتھوں کو نکال کر بیک وقت عام پانی میں ڈالتے ہیں
تو گرم پانی والے ہاتھ کو یہ پانی ٹھنڈا اور ٹھنڈے
پانی والے ہاتھ کو گرم محسوس ہوتا ہے حالانکہ یہ
عام پانی ہے۔ یہاں انسانی حواس خمسہ نے دھوکہ
کھایا ہے، لہذا ثابت ہوا کہ حواس خمسہ کے

مریم اور اس کی ماں کو اپنی قدرت کا ایک نشان بنایا۔

سورة الزخرف میں ارشاد رہا ہے :

وجعلنہ مثلا لبني اسرائيل ہم نے اسے (ابن مریم) کو نبی اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنایا۔ اللہ رب العزت نے درج بالا آیات میں حضرت مسیح علیہ السلام کو آیت نمونہ اور نشان قدرت فرمایا۔ لہذا مسیح کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا، زندہ رہنا، نزل مسیح، مقررہ مدت تک پھر بطور امتی زمین پر قیام، وفات اور خاصہ کائنات محمد عربی ﷺ کے پہلو میں دفن ہونا کوئی انوکھی بات نہیں!!

حیات عیسیٰ علیہ السلام قرآن مجید کی روشنی میں:

پہلی آیت : و مکرو و مکرانہ واللہ غیر العاکرین ○ یعنی یہود نے (حضرت عیسیٰ) کو قتل کرنے اور صلیب پر چھانے کی تدبیر کی اور اللہ نے بھی ایک تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ (سورة آل عمران)

امام رازیؒ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ مکر سے مراد تدبیر محکم اور کامل مراد ہے پھر عرف عام میں یہ لفظ ایسی تدبیر ہے جو کسی دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے کی جائے۔ حضرت عیسیٰ کے حق میں تدبیر خیر ثابت ہوئی اور یہود کے حق میں شر ثابت ہوئی حضرت عیسیٰ کو اللہ رب العزت نے زندہ آسمان پر اٹھایا اور کفار ماکرین کی ہلاکت اور دہاں ماکرین پر ہی نازل ہوا اور ان میں سے ایک شخص پر عیسیٰ کی شباهت ڈالی گئی جس کو انہوں نے صلیب پر چڑھایا اور قتل کیا۔ یہاں مکرو میں ضمیر فاعلی نبی اسرائیل کی طرف ہے تفسیر کشاف، سراج منیر، بیضاوی، خازن، مدارک

جہالین، معالم، جامع البیان، ابن کثیر، عباسی اور تفسیر فیضی تمام اس بات پر متفق ہیں۔

دوری آیت : اللہ رب العزت نے سورة نسا میں ارشاد فرمایا "وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وما قتلوه وما صلبوه"۔ اور ان کے اس قول کے سبب بھی کہ انہوں نے کہا کہ بیشک ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر ڈالا ہے اور انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لغت میں صلب کے معنی صرف سولی پر چڑھانا ہیں اسے موت لازم نہیں سب تراجم اردو اور فارسی میں صلب کے معنی چڑھانا ہی لکھے ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ کا ترجمہ شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہؒ یوں کرتے ہیں "اور نہیں مارا اس کو اور نہ سولی دی اس کو" اور ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ کا یہ ہے کہ "نہ اس کو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا" مذکورہ بالا آیت نفی صلیب کے لئے نص صریح اور دلیل قطعی ہے اس کا مکر کافر ہے۔ لہذا اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھایا اور آپ کی شباهت ایک اور شخص پر ڈال دی جو آپ کی بجائے گرفتار کر کے صلیب دیا گیا جارج سیل کی انگریزی عبارت کا مطلب ہے کہ "بعض عیسائی لوگ یہ گمان کرتے ہیں یہ قصہ القابشات کا (معاذ اللہ) محمد رسول اللہ ﷺ کی اپنی اختراع ہے مگر وہ لوگ یقیناً" لفظی پر ہیں کیونکہ پیغمبر صاحب (علیہ السلام) کے زمانے سے بہت پہلے عیسائیوں کے بہت سے فرقوں کا یہ اعتقاد تھا، فرقہ بے۔ سی۔ بی۔ ڈین عدم مصلوبیت عیسیٰ کا قائل تھا اسی طرح سر۔سبس اور فونیس وغیرہ سبھی حضرت مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے سے انکار کرتے ہیں۔"

(شادۃ القرآن حصہ اول ص ۸۳)

حیات عیسیٰ کے ثبوت کی تیسری آیت:

یمیسى انى متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجامس الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ۔ (آل عمران)

ترجمہ : اے عیسیٰ میں ہوا تیرا بھرنے والا اور اٹھانے والا تجھ کو اپنی طرف اور پاک رکھنے والا تجھ کو کافروں سے اور تیرے متبعین کو تیرے مکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔

اب ذرا مرزا غلام احمد قادیانی کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے "اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تیرے متبعین کو قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں" مرزا صاحب کا یہ ترجمہ اور اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت قبل النزول پر دلالت ازروئے قرآن شریف و لغت عرب بالکل غلط ہے۔ دراصل یہاں پہلی آیت اللہ تعالیٰ کے مکر (تدبیر محکم) کا ذکر تھا اس آیت میں اس مکر کے وقت وقوع اور صورت وقوع کا ذکر ہے۔ تفسیر کشاف، تفسیر بیضاوی اور سراج منیر وغیرہ کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت جملہ مکر اللہ کی تفسیر ہے۔ چونکہ اللہ رب العزت نے اپنی صفت خیر الماکرین فرمائی اس لئے لامحالہ اس کی تدبیر رسول برحق کی شان میں خیر ہونی چاہئے اور اعداء الرسول کے حق میں مضر! ظاہر ہے کہ کفار کے ناپاک ہاتھوں سے صلیب پر چڑھایا جانا رسول موبد بالمعجزات کی شان میں خیر نہیں ہے بلکہ رفع الی السماء خیر الخیرات و احسن التہبیرات سے ہے چونکہ کفار نے منصوبے باندھے اور قتل و صلب میں اپنی پوری پوری کوشش کی لیکن اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ کی تسلی فرمائی اللہ کی تدبیر کامیاب ہوئی اور کفار خوار ہوئے۔

باقی آئندہ

اپیل

خیرکم من تعلم القرآن وعلمه (الحدیث)

”تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو خود قرآن پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے“

مدرسہ بدر العلوم محمدیہ
اوستہ محمد ضلع جعفر آباد بلوچستان
ماحق وفاق المدارس پاکستان

مدرسہ ہذا ۱۹۷۰ء سے تاحال تشنگان علم کی پیاس بجھانے میں مصروف عمل ہے
حفظ، ناظرہ، عربی، فارسی تک تعلیم دی جاتی ہے۔ ۷۰ مقامی طلباء کے علاوہ ۳۰ طلباء مسافر زیر تعلیم ہیں۔ محنتی
اور دیانتدار اساتذہ طالب علموں کی علمی پیاس بجھانے کے لئے ہمہ وقت مصروف ہیں
□ سالانہ خرچ ایک لاکھ بیس ہزار روپے ہے

□ بلوچستان جیسے بے آب و گیہ اور پسماندہ علاقہ میں اللہ رب العزت کے بھروسے اور مخیر حضرات کے
تعاون سے یہ مدرسہ قرآن و سنت کی تعلیم و ترویج میں مصروف ہے۔

لذا مخیر حضرات سے بھرپور تعاون اپیل کی جاتی ہے

نوٹ : مدرسہ ہذا کی مسجد بھی زیر تعمیر ہے

ادامی الی الخیر : صوفی محمد عالم مستتم مدرسہ بدر العلوم محمدیہ

اوستہ محمد ضلع جعفر آباد بلوچستان رجسٹرڈ نمبر ۹۶۶

گزشتہ صفحہ پر

دارالعلوم دیوبند اور عقیدہ تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

اکابر دیوبند اور ان متوسلین کی تالیف کردہ کتابوں کی
ایک مختصری فہرست پیش کی جاتی ہے۔

- ۲۵- قادیانی افسانے (ظاہر رزاق)
- ۲۶- الہامی گرگت (عالمی مجلس)
- ۲۷- نادر کی تلاش (عالمی مجلس)
- ۲۸- اسلام اور معاشی اصلاحات (مررتضی خان میکش)
- ۲۹- اشد العذاب (مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری)
- ۳۰- اول السبعین (ایضاً)
- ۳۱- صحیفہ الحق (ایضاً)
- ۳۲- ثانی السبعین (ایضاً)
- ۳۳- قادیان میں زلزلہ (ایضاً)
- ۳۴- پاکستان میں مزائیت (مررتضی خان میکش)
- ۳۵- پاکستان کا نثار (مولانا عبداللطیف)
- ۳۶- ترک مزائیت (مولانا لال حسین اختر)
- ۳۷- تفسیر رحمانی (ابو احمد رحمانی)
- ۳۸- تنبیہ رحمانی (ایضاً)
- ۳۹- نحبیۃ الاسلام (مولانا محمد انور شاہ کشمیری)
- ۴۰- تازیانہ عبرت (مولانا کریم الدین بھٹلی)
- ۴۱- تحقیق لائٹ (محمد یعقوب سنوری)
- ۴۲- تکمیل دین اور ختم نبوت (چوہدری افضل حق)
- ۴۳- چودھویں صدی کے مدعیان نبوت (مولانا محمد عالم آسی)
- ۴۴- حقیقت مزائیت (مولانا طلیم الدین)
- ۴۵- حقیقت مزائیت (مولانا عبدالکریم)
- ۴۶- سب علیہ السلام مرزا قادیانی کی نظر میں (مولانا لال حسین اختر)
- ۴۷- پانچ سوالوں کا جواب (فرزند توحید)
- ۴۸- حقیقت مرزا (مولانا محمد ادریس کاندھلوی)
- ۴۹- تحقیق ناقد (عبدالکریم ناقد)
- ۵۰- حیات و نزول مسیح (ڈاکٹر عبداللہ جتوئی)
- ۵۱- حمل مرزا (مولانا لال حسین اختر)
- ۵۲- حیات عیسیٰ علیہ السلام (مولانا محمد ادریس کاندھلوی)
- ۵۳- خاتم النبیین (علامہ انور شاہ کشمیری)
- ۵۴- ختم نبوت فی القرآن (مولانا محمد شفیع دیوبندی)
- ۵۵- ختم نبوت فی الحدیث (ایضاً)
- ۵۶- ختم نبوت فی الآثار (ایضاً)
- ۵۷- ختم نبوت اور بزرگان امت (مولانا لال حسین اختر)

(۵) علمائے دیوبند تحقیق کے میدان

مرزا غلام احمد قادیانی نے جن نظریات و افکار کا اظہار کیا اور جس طرح اسلام کے مسلمہ اصولوں میں قطع و برید کی واقعہ یہ ہے کہ کوئی شخص دیانت و لمانت کے ساتھ ان کی جرات نہیں کر سکتا۔ اس کی توقع صرف اس شخص سے کی جاسکتی ہے جو خشکی و بلوغ کے عارضہ میں مبتلا ہو، یا دین و ایمان کو عارت کر کے اس نے اپنے اغراض مشومہ کی تکمیل کی ٹھان لی ہو۔ اس لئے غلام احمد قادیانی اور اس کے مخصوص حواریوں کے بارے میں علمائے دیوبند کی قطعی رائے یہ تھی کہ یہ لوگ اس حد کو عبور کر چکے ہیں، جس سے واپسی ناممکن ہے۔ یہ 'نعلی بروزی نبوت کا ڈرامہ اور مسیحت و ممدویت کے دعوے ایک سوچی سمجھی اسکیم کا نتیجہ ہیں اور اس کے پردہ میں مخصوص اغراض و مقاصد کا فرما ہیں۔ البتہ عام لوگ جو کسی غلط فہمی سے قادیانیت کے دام فریب کا شکار ہیں، ان کی اصلاح ضروری ہے۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر مرزائی لیڈروں نے جو غلط فہمیاں امت میں پھیلا دی ہیں، ان کا ازالہ بھی لازم ہے۔ اس مقصد کے لئے علمائے دیوبند نے رو قادیانیت پر قلم اٹھایا اور قادیانی فتنہ پردازوں کے تمام شبہات کا جواب لکھا۔ اس موضوع پر جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں، غالباً کسی طہرانہ تحریک پر اتنا لڑچڑتیا نہیں ہوا ہوگا۔

اس سلسلہ میں امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری (المتوفی ۱۳۳۵ھ) اور حضرت مولانا محمد علی موگنیری کا کارنامہ ناقابل فراموش ہے۔ ان حضرات نے اور ان کے احباب و تلامذہ نے قادیانیت سے متعلق ہر مسئلہ پر گرفتدار کتابیں تالیف فرمائیں۔ اور امت اسلامیہ کو قادیانی دجل و فریب سے آگاہ کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دیں۔ یہاں

- ۱- اشاعت (مولانا شبیر احمد عثمانی)
- ۲- القادیانی والقاویہ (مولانا ابوالحسن علی ندوی)
- ۳- ایمان و کفر (مفتی محمد شفیع دیوبندی)
- ۴- آئینہ قادیانی (محمد عبدالرحمن موگنیر)
- ۵- آئینہ کلمات (محمد عبدالرحمن موگنیر)
- ۶- العنبنی القادیانی (مولانا مفتی محمود)
- ۷- التصریح بما تواتر فی نزول المسیح (مولانا انور شاہ کشمیری)
- ۸- افکار المحدثین (مولانا انور شاہ کشمیری)
- ۹- الاسس السیاسیۃ للحرکۃ القادیانیۃ (سید عہابی)
- ۱۰- الامم کلیمز والقاویۃ (محمد عمر)
- ۱۱- الہامات مرزا (مولانا ثناء اللہ امرتسری)
- ۱۲- القول المحکم (مولانا محمد ادریس کاندھلوی)
- ۱۳- اسلام اور مزائیت کا اصولی اختلاف (ایضاً)
- ۱۴- اطلاع رحمانی (مولانا محمد اسحاق رحمانی)
- ۱۵- افلاک ماجہ (مولانا عبداللطیف رحمانی)
- ۱۶- اکند بھارت (مولانا محمد شریف جانہ حری)
- ۱۷- اسلامی تبلیغی انسائیکلو پیڈیا (مولانا مفتی محمد شفیع)
- ۱۸- انکوائی علی الغادیہ (مولانا محمد عالم آسی)
- ۱۹- آئمہ تلمیس (مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری)
- ۲۰- ایمان کے ڈاکو (ایضاً)
- ۲۱- اردو ترجمہ افکار المحدثین (مولانا محمد ادریس میرٹھی)
- ۲۲- اسلام اور مزائیت (مولانا شفیق الرحمن)
- ۲۳- تحفہ قادیانیت (اردو، انگلش) (مولانا محمد یوسف لدھیانوی)
- ۲۴- مرگ مزائیت (ظاہر رزاق)

اخبار ختم نبوت

ہنگامی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننگانہ صاحب کا ایک اجلاس زیر صدارت حاجی عبدالحمید رحمانی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننگانہ صاحب منعقد ہوا۔ جس میں حکومت کی طرف سے تمام سفارت خانوں کو جاری کئے جانے والے نوٹیفیکیشن جس میں قادیانوں کے پاسپورٹوں سے غیر مسلم کا لفظ حذف کر کے اجمعی لکھنے کے خلاف بھرپور احتجاج کیا گیا۔ علاوہ ازیں ایک احتجاجی جلوس مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۹۷ء بروز جمعہ المبارک نکالا گیا۔ جس میں حکومت کی مرزائیت نوازی، قادیانوں کے لئے نرم گوشہ رکھنے، اور مسلمانوں کے جذبات کو نہیں پہنچانے پر بھرپور احتجاج کیا گیا۔

اجلاس سے شوکت علی شاہد ناظم مجلس ہذا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نگران حکومت مرزائیت نوازی چھوڑ دے اور مسلمانوں کے ایمان کا امتحان نہ لے مجاہدین ختم نبوت ناموس رسالت کے لئے جان تک کی بازی لگانے سے گریز نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے اگر اس دستوری نظام میں کوئی تبدیلی کرنے کی کوشش کی تو یہ حکومت کا آخری دن ہوگا۔

انہوں نے مطالبہ کیا کہ سندھ میں کنور اور بس قادیانی وزیر کو فوراً برطرف کیا جائے اور پاسپورٹ کے خانہ میں قادیانوں کو اجمعی لکھنے اور غیر مسلم کے الفاظ حذف کرنے کا نوٹیفیکیشن واپس لیا جائے ورنہ حالات کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

تعزیت نامہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما بابا عبدالستار قضاے الہی سے وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون انہوں نے تحریک ختم نبوت میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت خواجہ خواجگان خان محمد مدظلہ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم، مولانا اللہ وسایا، حاجی عبدالحمید رحمانی، پیر شوکت علی، مولانا محمد اکرم اور مولانا ابو نیچو خالد الازہری نے بابا عبدالستار کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں مرحوم کی خدمات تادیر یاد رکھی جائیں گی۔ انہوں نے دعا کی کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

دین اسلام کی بنیاد عقیدہ ختم نبوت پر قائم ہے، نگرانوں نے مرزائیت نوازی کر کے اپنی عاقبت خراب کی ہے،

مولانا عطاء اللہ

سبسی (نمائندہ ختم نبوت) مدرسہ عربیہ قاسم العلوم سبسی کی جامع مسجد میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عطاء اللہ نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد اور ایمان کی روح ہے۔ دین اسلام کی عمارت اس عقیدہ کی

بنیاد پر قائم ہے۔ اور اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے ہر دور میں مسلمانوں نے بے پناہ قربانیاں دی ہیں وطن عزیز پاکستان میں اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے متعدد مرتبہ تحریکیں چلا کر فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کی گئی۔ ان تحریکوں میں ہزاروں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کر کے عشق رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال مثالیں قائم کیں ہیں آخر کار شدائے ختم نبوت کا خون رنگ لایا اور قادیانی مسئلہ پاکستان کی نیشل اسمبلی میں زیر بحث آیا اسمبلی سے باہر اگر مختلف مکاتب کے علماء کرام کی قیادت کر کے مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے اہل اسلام کو بیدار کیا تو دوسری طرف اسمبلی کے اندر منکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نے مسلمانوں کی ترجمانی کرتے ہوئے وہ کردار ادا کیا جس پر رہتی دنیا تک فخر کیا جاسکتا ہے۔ اور جس کے نتیجے میں پاکستان کی نیشل اسمبلی نے بلا اتفاق قادیانوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ کیا۔ یوں مسلمانوں کی ۹۰ سالہ جدوجہد اور شدائے ختم نبوت کا خون رنگ لایا۔

انہوں نے کہا کہ اس تاریخ ساز فیصلہ کے بعد سے اب تک قادیانیت پاکستان کے مسلمانوں کے خلاف زخمی سانپ کی طرح بل کھا رہی ہے۔ اور ہمارے حکمران اپنے غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر اس اسلام دشمن فتنہ کی پرورش پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور نگران حکومت نے تو سابقہ تمام ریکارڈ توڑ کر قادیانیت نوازی کی انتہا کر دی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک گہری سازش

جھوٹا اور میلہ کذاب کا جائشیں اور دجال ہوگا۔ اور امت مسلمہ ختم نبوت پر پوری طرح متحد و متفق ہے۔

علماء کرام نے قادیانیت اور اس کے گرو کی تاریخ بیان فرماتے ہوئے کہا کہ متحدہ ہندوستان میں انگریزوں نے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے مرزا قادیانی سے نبوت و رسالت کا دعویٰ کر دیا اور پھر انگریزوں کی پشت پناہی اور تعاون سے ہی اس فتنہ کو پھیلنے کے مواقع فراہم ہوئے اور اب بھی اسلام دشمن قوتوں یودو انگریزوں کی پشت پناہی اور حمایت انہیں حاصل ہے اور گہری سازش کے تحت قادیانی پاکستان کے کلیدی عمداں پر قابض ہو رہے ہیں اسی سلسلے میں سندھ کابینہ میں قادیانی وزیر کنور اور یس کا تقرر ہوا ہے اور پورے ملک خصوصاً "سندھ اور کراچی میں امت مسلمہ سراپا احتجاج بن چکی ہے اور تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کی اپیل پر کنور اور یس قادیانی کی برطرفی کے لئے مثالی ہڑتال کی گئی مگر حکومت سندھ اندھی اور بہری ہو چکی ہے اور آج کا یہ ملک گیر احتجاج سندھ حکومت کی نااہلی کا بین ثبوت ہے۔

علماء کرام نے کہا کہ پاکستان اسلام کا ایک مضبوط قلعہ ہے اور پوری دنیا کے مسلمانوں کی نظریں پاکستان کے فیور مسلمانوں کی طرف لگی ہوئی ہوتی ہیں اور پاکستان میں رونما ہونے والے واقعات کو اسلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے علماء کرام نے قادیانیوں کو غیر مسلم کی بجائے احمدی لکھنے کو مگر حکومت کے فیصلے اور حکم کو قادیانیوں کو پھر مسلمانوں کی صف میں شامل کرنے کی سازش کی ابتداء قرار دیتے ہوئے مگر حکومت کو خبردار کیا کہ پوری امت مسلمہ اپنی قوت اور عشق رسول ﷺ کے جذبے کے

خان سے یادگار شہداء قصہ خوانی پہنچا جلوس کی قیادت جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان، جماعت اسلامی، سپاہ صحابہ، جمعیت اہل حدیث اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین نے کی۔ جلوس بعد میں ایک جلسہ کی صورت اختیار کر گیا جس میں جماعت اسلامی کے حکیم عبدالوحید صاحب، جمعیت علماء اسلام کے مولانا عبید اللہ صاحب، جمعیت علماء پاکستان کے عبدالواحد قادری صاحب، انجمن تبلیغ قرآن و سنت کے قاری فیض الرحمن اور ختم نبوت کے مولانا نورالحق نور نے خطاب کرتے ہوئے حکومت کو وارننگ دی کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے کی اپنی غلط روش فوراً ترک کر دیں بصورت دیگر ہم مرکزی مجلس عمل کے قائدین کے حکم پر سروں پر کفن باندھ کر تحفظ ناموس محمد عربیؐ فدائے الہی دای ﷺ کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کر دیں گے بعد میں مولانا سعید الدین صاحب شیرکوٹی کی دعاء پر جلوس پر امن طریقہ سے ختم ہوا۔

پشاور میں یوم احتجاج

پشاور (نمائندہ خصوصی) ملک کے دوسرے حصوں کی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر صوبہ سرحد اور ملحقہ قبائل علاقوں میں قادیانیوں کے خلاف یوم احتجاج منایا گیا اور پشاور شہر کی جامع مسجد کے خطباء نے اپنے خطابات میں قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سلسلہ نبوت و رسالت ہمارے محمد عربیؐ کی ذات اقدس پر ختم ہو چکا ہے اور آپ کو خاتم النبیین ﷺ کے تاج سے نوازا آپ اللہ کے آخری پیغمبر ہیں اور آپ کے بعد کسی کو بھی قیامت تک عمدہ نبوت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔ آپ ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب

کے تحت قادیانیوں کو دوبارہ مسلمان ثابت کرنے کی ناکام کوشش ہو رہی ہے۔ جسے کسی بھی صورت میں کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ سندھ کی مگر اس کابینہ میں قادیانی وزیر کنور اور یس کے تقرر سے لے کر وفاقی حکومت کی طرف سے قادیانیوں کو مذہب کے خانہ میں غیر مسلم نہ لکھنے کے نکتہ نامہ تک یہ سب حرکات اس سازش کی اہم کڑیاں ہیں۔ اس پر مسلمانوں کے پر امن اور تاریخی احتجاج پر حکومت کاش سے مس نہ ہونا ملک و ملت آئین پاکستان، شہدائے پاکستان اور شہدائے ختم نبوت کے خون سے غداری کے مترادف ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا پشاور میں احتجاجی جلوس اور علماء کرام کے خطابات

پشاور (نمائندہ خصوصی) ہفتہ ۱۸ جنوری کو احتجاجی جلوس نکالا گیا جس میں بارش کے باوجود مسلمانوں کی بہت بری تعداد نے شرکت کی جنہوں نے مختلف بینرز اٹھائے ہوئے تھے جن پر تحریر تھا "ہم پاکستان میں خاتم النبیین ﷺ کے ناموس کا تحفظ چاہتے ہیں، پاکستان میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرو، ہم نے ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کی قسم کھائی ہے، حاکموا خدا کا خوف کرو غیر مسلم مرزائیوں کو محمد عربیؐ سے وابستہ کرنے کا فیصلہ واپس لو محمد عربیؐ کا باقی پاکستان کا وفادار نہیں، حکومت کی مرزائیت نوازی کے خلاف احتجاج ہے احتجاج، سندھ کے قادیانی وزیر کو برطرف کرو، مسلمانو! شیطان، قادیان، شیراز سے بچو، بچو، مرزائیت اور مرزائی نواز مردہ باد، تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد۔"

جلوس کے شرکاء سارے راستے مرزائیت کے خلاف نعرہ لگاتے ہوئے جامع مسجد قاسم علی

ہم مسلمان کیسے ہوئے؟

جمیلہ کرار آف آسٹریا

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق

میں ۱۹۳۹ء میں آسٹریا میں پیدا ہوئی۔ چونکہ میرے والدین دھریئے تھے اور اعلانیہ خدا کا انکار کرتے تھے، اس لئے میری پرورش اسی ماحول میں ہوئی۔ میری ایک چھوٹی بہن تھی اور والدین کی پوری کوشش تھی کہ ہم دونوں ہمیں کسی مذہب کی تکلیف میں پڑے بغیر زندگی گزارتی رہیں، لیکن اس کے برعکس ہوا یوں کہ میں ابھی سینکڑی اسکول کی طالبہ تھی کہ مذہب میں میری دلچسپی بڑھنے لگی اور خدا کے تصور کے بغیر میں ایک قسم کی الجھن اور بے اطمینانی محسوس کرنے لگی اور میرے دل سے یہ صدا بلند ہونے لگی کہ کوئی ایسی اعلیٰ و برتر ہستی ضرور ہونی چاہئے جو انسانی معیارات سے باوراء منفرد و یکتا ہو۔ جو ہماری حفاظت کرے اور ہمیں قوت فراہم کرے.....

لیکن حالات اور ماحول کے پس منظر میں میرے دل کی یہ آواز دب کر رہ جاتی تھی۔ تاہم جب بھی میں گروپش کا جائزہ لیتی مجھے اپنے والدین کے علاوہ اس معاشرے کا ہر شخص اداسی اور تہائی کی دھند میں لپٹا ہوا نظر آتا..... سچی مسرت شاید ہی کہیں نظر آتی تھی۔

چودہ سال کی عمر میں، میں نے ایک ادارے میں ٹائپسٹ کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی اور فارغ اوقات میں ایک کمرشل ووکیشنل اسکول میں داخلہ بھی لے لیا۔ عمر کے اس حصے میں، میں بھی سب لوگوں کی طرح آرام و راحت اور تفریح ہی کو مقصد حیات سمجھتی تھی اور انہی مشاغل میں جتنا ہو گئی جو ہمارے معاشرے کا طرہ امتیاز تھے۔ دراصل عیسائی مذہب اپنی قدروں کے اعتبار سے غیر معمولی انحطاط میں جتنا تھا اور مارت کے مظاہر ہر چہار طرف اس بری طرح چھائے تھے کہ کوئی

فرد اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہا تھا..... لیکن میں اسے اپنی خوش قسمتی ہی کہوں گی کہ اس سب کچھ کے باوجود میں نے ذہن کے درپے کھلے رکھے اور عیسائیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی لیکن افسوس کہ یہ مذہب میرے شعور و وجدان کو مطمئن کرنے میں قطعی ناکام رہا۔ چونکہ میں دہریت و انکار کے ماحول میں پرورش پائی تھی، اس لئے میں ٹھوس عقلی ثبوت چاہتی تھی۔ مجھے پادریوں اور دیگر مذہبی رہنماؤں کی غیر مستند اور من گھڑت روایات مطمئن نہیں کر رہی تھیں۔

۱۹۶۷ء میں میری عمر اٹھارہ سال تھی جب مشرق وسطیٰ میں جنگ چھڑ گئی اور یہی وقت کاسب سے بڑا موضوع بن گیا۔ قدرتی طور پر میرا ذہن بھی اس سے متاثر ہوا اور بے اختیار جی چاہا کہ عربوں کی تہذیب اور کچھ کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں اور دیکھا جائے کہ ان کے مسائل کیا ہیں؟ یہودیوں سے ان کے اختلافات کی بنیاد کیا ہے اور ان کے طرز حیات کی کیا خوبیاں اور کیا خامیاں ہیں؟ چنانچہ میں نے مختلف کتب خانوں سے رابطہ قائم کیا۔ پہلے عربوں کے بارے میں مطالعہ کیا اور پھر اس حوالے سے اسلام سے متعارف ہوئی۔ لیکن یہ افسوسناک امر ہے کہ میں نے جتنی بھی تاریخی کتابوں، ناولوں اور رپورٹوں کا مطالعہ کیا، ان سب میں اسلام اور عربوں کے خلاف مصنفین کا تعصب، اور عناد چمٹک چمٹک پڑتا تھا اور میں حیران تھی کہ غیر جانبداری، اعتدال اور انصاف کے ان علمبرداروں کو کیا ہو گیا ہے۔

آخر کار اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور میں دیانا میں ایک مسلم کچھل سوسائٹی سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی اور یہاں میں نے اسلام کے بارے میں خود مسلمانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کیا اور مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ اسلام تو محبت اور مساوات کا مذہب ہے اس پر

مردم کشی یا دہشت گردی کا الزام اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اس کا کسی خاص قوم یا نسل سے کوئی علاقہ نہیں بلکہ سراسر بین الاقوامیت کا حامل ہے۔ مجھے اسلام کے اس پہلو نے بالخصوص بہت متاثر کیا کہ اس مذہب میں رنگ، نسل اور علاقے کی کوئی تفریق نہیں اور اللہ کی نظروں میں وہی شخص عزت کا حامل ہے جو اس کی الوہیت اور حاکمیت کا زیادہ شعور رکھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اخوت، باہمی رواداری، محبت، اپنائیت اور ایثار و انخلاص کا جن اعلیٰ قدروں کا امین ہے، عیسائی معاشروں میں وہ ناپید ہے۔ یہاں تو ایک ہی مذہب کے پیروکار گورے اور کالے ایک گرجے میں مل کر عبادت بھی نہیں کر سکتے۔ بلکہ ایک ہی رنگ اور نسل کے امیر عیسائی اور غریب عیسائی ایک ہی گرجے کے الگ الگ درجوں میں عبادت کرتے ہیں۔

یہ اور اس طرح کی بہت سی خوبیاں تھیں جن سے متاثر ہو کر میں نے بیس سال کی عمر میں یعنی ۱۹۶۹ء میں اس وقت اسلام قبول کر لیا جب وسیع اور ٹھوس مطالعے کے بعد مجھے اطمینان ہو گیا کہ اب میں ایک با مقصد اور مفید زندگی گزار سکتی ہوں اور یہ کہ اسلام بیک وقت انسان کی روحانی طور پر بھی آسودگی بخشتا ہے اور ایک حسین استخراج کے ساتھ اس کے مادی مسائل میں بھی صحت مند رہنمائی عطا کرتا ہے۔ تہذیبی سطح پر اسلام انسانی ذہن کی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتا ہے اور اپنے پیروکاروں میں انصاف اور صداقت کی بنیاد پر انخلاص اور خدمت کا وہ جذبہ پیدا کرتا ہے جو خود ان کے لئے بھی عزت و سربلندی کا باعث بنتا ہے اور عام انسانوں کے لئے بھی امن اور رحمت کا سبب بن جاتا ہے۔

میں اس حقیقت کا برملا اعتراف کرنا چاہتی ہوں کہ اسلام نے میری زندگی کو یکسر بدل کے رکھ دیا۔ میں باہمی، بے سکونی اور احساس، تنہا، کا

جس کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں لیکن جھوٹے گوگر تک پہنچانے والی بات ضروری معلوم ہوتی ہے۔

مرزا جب لڑکا تھا تو اپنے نوکر کے ساتھ گھر کی کچھ رقم لے کر بھاگ گیا تھا اور ساری رقم خرچ کرنے کے بعد گھر واپس آیا تھا۔ غیر محرم عورتوں سے پاؤں دبواتا تھا، پلو مری شراب پیتا تھا، اپنے مخالفین کو بہت بری بری گالیاں دیتا تھا، بدعادتوں کا پسندیدہ مشغلہ تھا، دو مرتبہ عدالت نے بدعادی سے اور گالیاں دینے پر اس سے معافی نامہ لکھوایا، خود اس کے ماننے والوں نے اس پر ضمن کا الزام لگایا تھا۔

اس پر وہی انگریزی زبان میں نازل ہوتی تھی جس کو وہ نہیں سمجھتا تھا اور دوسروں سے اس کے معنی پوچھتا پھرتا تھا، اپنے دو اساتذہ کے نام تو مرزانے خود بتائے ہیں لیکن دوسری کتابوں میں ہے کہ اس کو دو سے زیادہ حضرات نے پڑھایا تھا۔ مرزا شاعری بھی

کرتا تھا، اس کے چند اشعار اتنے بے ہودہ ہیں کہ ان کو لکھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، مرزا ایک نہیں بہت سی کتابوں کا مصنف تھا اور انگریزی حکومت کی تعریف میں یا خوشامد میں جو کتابیں لکھی تھیں اس سے کئی الماریاں بھر گئی تھیں۔ مرزا اپنی پیش گوئی کو سچ ثابت کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا تھا۔

محمدی بیگم سے نکاح ہونے کی پیش گوئی کردی پھر اپنا نمائندہ محمدی بیگم کے والد کے پاس بھیجا کہ وہ کسی طرح اپنی بیٹی کی شادی کرنے پر راضی ہو جائے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ مرزا کا حافظ اتنا کمزور تھا کہ اس کو چند منٹ پہلے کسی ہوئی بات بھی یاد نہیں رہتی تھی اسی لئے اس کی باتوں میں تضاد کا عنصر بہت زیادہ ہے۔ مرزا انگریزی حکومت سے بہت ڈرتا تھا اور ان کی خوشامد میں سینکڑوں رسائل اور کتابیں لکھ کر اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

نبی کا درجہ تمام انسانوں میں سب سے افضل ہوتا ہے مرزا تو ایک شریف آدمی بھی نہیں تھا۔ اللہ سب کو مرزا کے دجل و فریب سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

بقیہ : اخبار ختم نبوت

تحت متحدہ طاقت کے ذریعے اس کو ناکام بنا دیں گے اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ اور اس کی مثالیں حکمران ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۳ء کی تحریکوں میں دیکھ چکے ہیں اب پھر اس جذبے کے تحت مرزائیوں اور ان کے گماشتوں کے عزائم ناکام بنانے کے لئے مسلمانان پاکستان متحد ہیں اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی مرکزی قیادت سے مکمل تعاون کریں گے۔ بھٹو دور میں مسلمانان پاکستان کے دباؤ کے تحت آئین میں ترمیم ہو سکتی ہے تو آج بھی مسلمان اس قوت، طاقت اور عشق مصطفوی ﷺ کے تحت اس سازش کو ناکام بنا دیں گے۔

بقیہ : انبیاء کرام کی خصوصیات

کرتا، چونکہ اللہ اپنے نبی کی زبان سے پیش گوئی کرتا ہے اس لئے اللہ خود اس کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے، نبی کو کوشش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

○ ساتویں خصوصیت نبی کی یہ ہے کہ اس کا حافظہ غیر معمولی ہوتا ہے، ایک وحی کو نازل ہوئے کتنا ہی عرصہ گزر جائے نبی اس کو نہیں بھولتا۔ دوسری باتوں کے بارے میں بھی نبی کے حافظہ کا یہی حال ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی باتوں میں کبھی تضاد نہیں ہوتا۔

○ آٹھویں خصوصیت نبی کی یہ ہوتی ہے کہ وہ بڑی سے بڑی طاقت سے نہ ڈرتا ہے اور نہ اس کی خوشامد کرتا ہے چونکہ نبی کو کامل یقین ہوتا ہے کہ اللہ اس کا محافظ ہے اس لئے وہ کسی سے خوف نہیں کھاتا۔

قادیان کے مرزا غلام میں مندرجہ بالا خصوصیات ڈھونڈنا بھی انبیاء کی شان میں گستاخی ہے

اس غیر معمولی کیفیت سے دوچار تھی جس سے یورپ کا شاید ہی کوئی فرد محفوظ نظر آتا ہو۔ اسلام نے مجھے اس صورت حال سے نجات دلا دی اور اسلام کے حصار میں آکر میں پہلی بار گئی مسرت اور لازوال سکون سے آشنا ہوئی۔ یوں لگا جیسے صدیوں کی پیاسی روح ٹھنڈے میٹھے چشے پر پہنچ گئی ہو۔ اس احساس نے مجھے اسلام کا شیدائی بنا دیا اور میں مسلسل محنت سے اسلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگی اور مسلمانوں کے اجتماعات میں شریک بھی ہونے لگی اور یہ بھی خالص اللہ کی عنایت ہے کہ میری شادی افغانستان کے ایک مسلمان طالب علم سے ہو گئی جو دی آنا میں زیر تعلیم تھا۔ میرے خاوند نے تعلیم مکمل کر لی تو ہم افغانستان آ گئے۔ اس وقت میرا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی اور بھگت اللہ تعالیٰ اس وقت سے لے کر آج تک میں ایک مسلمان کی حیثیت سے شرح صدر اور کامل اطمینان کے ساتھ اسلامی اصولوں پر کاربند ہوں اور مطمئن و مسرور ہوں۔

تاہم میں یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گی کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں، مسلم اکثریت کے ملکوں میں مقیم ہوں، یا غیر مسلموں کے درمیان زندگی گزار رہے ہوں، ہمیں مسلمان کی حیثیت سے اپنے اعمال و کردار کا تنقیدی جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا محاسبہ کر کے انہیں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس حوالے سے میرا تجزیہ یہ ہے کہ عام مسلم معاشروں میں، خواہ وہ یورپین فکر و تمدن سے متاثر نہ بھی ہوں، اسلام کا محض ایک رسمی اور سرسری یا تصور کار فرما نظر آتا ہے۔ صاف محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلام کو شعوری طور پر سمجھا ہے نہ اس پر عمل کرنے میں وہ سنجیدہ ہیں اور جو کچھ ہے وہ محض زبانی جمع خرچ ہے۔ اسلام ان کے قلب و ذہن میں گہرائی تک نہیں اترا۔

نعت رسول مقبول ﷺ

عبدالحق منشا..... کراچی

سب سے اعلیٰ سب سے بہتر آپؐ ہیں

رہبران دین کے رہبر آپؐ ہیں

رحمت اللہ ہیں سب انبیاء

وہ رتبہ دریا کا سمندر آپؐ ہیں

کیوں سفر کی مشکلیں خاطر میں لائے

قافلہ وہ جس کے رہبر آپؐ ہیں

آپؐ پر خالق ہے کتنا مہرباں

ساری دنیاؤں کا محور آپؐ ہیں

مجھیں تو ہیں مگر انساں کوئی

ہے اگر اللہ کا گھر آپؐ ہیں

گلشن دین ہے عبارت آپؐ سے

رنگ و خوشبو کے پیہر آپؐ ہیں

یہ بھی اک اعجاز ہے امی ہیں آپؐ

علم کا لیکن سمندر آپؐ ہیں

○○○

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعے مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختمِ نبوت، ادارہ تصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ”ختمِ نبوت“ کے ذریعے قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقات جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیاتِ عالیٰ مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

(نوٹ) رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے پر مصرف میں لایا جاسکے

ترسیل زر کا پتہ : دفتر مرکزی عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت حضور باغ روڈ ملتان

□ فون 514122-542277 فیکس

(نوٹ) مجلس کے مقامی دفاتر میں رقوم جمع کرا کر مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

کراچی کے انہاں عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے دفتر

جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم۔ اے جناح روڈ کراچی میں رقوم جمع کرا سکتے ہیں

رابطہ :

دفتر کراچی فون 7780337-7780340 فیکس